سالانہ چندہ عام سے ... ششماہی ... ریاستوں سے چندہ سالانہ ... تعلقداروں جاگیرداروں رؤسا سے چندہ سالانہ ...

لاٹ کرزن ویسرائے و گورنر جنرل کشور ہند کا خط ہمارے نام

ہم نہایت عجز و ادب و احترام سے لاٹ کرزن بہادر گورنر جنرل کشور ہند کے خط کا انتخاب جو آپکے پرائیویٹ سکرٹری کے ذریعہ سے ہمیں پہنچا ہے شائع کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ اردو اخبار میں غالباً ہمارا ہی پہلا اخبار ہے جسے گورنر جنرل کشور ہند کی حضوری اور مراسلہ کا فخر حاصل ہوا ہے اور جسے یہ دائمی اعزاز بخشا گیا ہے کہ وہ ہمیشہ حضور میں حاضر ہوا کرے اس سے زیادہ ہمیں اور کیا خوشی حاصل ہو سکتی ہے کہ جو کچھ ہم اپنا عرض حال کریں گے وہ ہز اکسلنسی کے ملاحظہ سے گزرا کریگا بعض امور خاص طور پر ہمارے متعلق ہیں اور جو ہمارے ذاتی اعزاز اور شادمانی کیلئے مخصوص ہیں اس لئے ہم نے انہیں قلم انداز کر دیا ہے اور وہی مضمون انتخاب کیا ہے جو ہمارے ناظرین کیلئے دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔

اشتہارات کی بابت بذریعہ خط و کتابت فیصلہ ہو سکتا ہے
بغیر قیمت پیشگی نہیں روانہ ہو سکتا
یہ اخبار ہر انگریزی مہینہ کی یکم۔ ۸۔ ۱۵۔ ۲۲ کو شائع ہوتا ہے

دہلی
کرزن گزٹ

گورنمنٹ ہاؤس۔ کلکتہ ۱۰ فروری ۱۹۰۰ء (نقل)

جناب من مجھے ہدایت ہوئی ہے کہ میں آپ کی اس عرضداشت کی جواب سے جو آپ نے ہز اکسلنسی ویسرائے کی خدمت عالی میں ارسال کی ہے اور کرزن گزٹ کی ۔۔ کاپیوں کی جو ہدیۃً آپ نے عالیجاہ گورنر جنرل کی خدمت میں گزرانی ہیں رسید سے اطلاع دوں۔ ہز اکسلنسی نہایت خوشی سے آپ کے اخبار کرزن گزٹ کی ۔۔ کاپیوں کا ہدیہ قبول فرماتے ہیں اور آپ کے اخبار بھیجنے پر نہایت مشکور ہیں اور ارشاد ہوا کہ ہماری دلی خواہش ہے کہ جس کام کو آپ نے اٹھایا ہے اس میں کامیابی نصیب ہو فقط

آپ کا ...

دستخط پرائیویٹ سکرٹری حضور گورنر جنرل بہادر

مہینہ میں چار بار | مالک و ایڈیٹر میرزا حیرت دہلوی | پنجشنبہ

خط و کتابت و ترسیل زر و مضامین اخبار بنام اڈیٹر صاحب کوچہ پنڈت ... دہلی کے آنے چاہئیں

جلد ۲ | یکم مارچ سنہ ۱۹۰۰ عیسوی | نمبر ۴

سلطنتوں کی فوجی قوت رقبہ اور آمدنی

روسیہ

شہنشاہ کا نام نکولس ثانی ہے ۔۔ مئی ۱۸۶۸ء کو پیدا ہوا ۔ اکتوبر ۱۸۹۴ء کو تخت نشین ہوا۔ پورا یا حصہ دنیا کا اس شہنشاہ کے قبضہ میں ہے کل آبادی بارہ کروڑ چالیس لاکھ کی ہے۔ ایک کروڑ اٹھارہ لاکھ چودہ ہزار مسلمان آباد ہیں۔ زمانہ امن میں فوج کی تعداد آٹھ لاکھ اور زمانہ جنگ میں پچیس لاکھ چھبیس ہزار چار سو چھیانوے ہو جاتی ہے کل تین ہزار چار سو توپیں ہیں بحری قوت کا حال یکم فروری کے کرزن گزٹ میں شائع ہو چکا ہے۔ محاصل گیارہ کروڑ آٹھ لاکھ چھبیس ہزار پونڈ ہے۔ خرچ گیارہ کروڑ پچیس لاکھ انچاس ہزار پونڈ سالانہ ہے کل قرضہ تین کروڑ نوے لاکھ چالیس ہزار پونڈ ہے

جرمنی

شاہ کا نام ولیم ثانی ہے۔ موروثی خطاب اسکا جرمنی شہنشاہ ہے اسے دول خارجہ سے صلح رکھنے اور اعلان جنگ دینے کا پورا اختیار ہے یہ بری اور بحری فوجوں کا جس طرح امن میں سپہ سالار ہے اسی طرح جنگ میں بھی سپہ سالاری کرتا ہے۔ اس سلطنت میں ۲۵ ریاستیں ہیں۔ اسکی فوجی قوت زمانہ امن میں پانچ لاکھ چوراسی ہزار سات سو تریپن ہے جس میں بائیس ہزار چھ سو اٹھائیس افسر ستتر ہزار نو سو اکاسی نان کمیشنڈ افسر چار لاکھ اناسی ہزار دو سو تینتیس پرائیویٹ۔ دو ہزار چودہ ڈاکٹر۔ گیارہ سو دو بیطار اشتر و خچر پانسو ننانوے ... سرجن۔ ننانوے ہزار دو سو اسی گھوڑے اور انیس سو چودہ توپیں۔ کہتے ہیں جرمنی بوقت جنگ بتیس لاکھ پچاس ہزار فوج میدان جنگ میں لا سکتی ہے۔ بحری قوت کا حال یکم فروری کے پرچہ میں شائع ہو چکا ہے۔ محاصل چھ کروڑ بتیس لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو تین پونڈ سالانہ خرچ چھ کروڑ بتالیس لاکھ اٹھاون ہزار تین سو تینتیس پونڈ سالانہ ہے۔ کل قرضہ کتیس کروڑ پچاسی لاکھ چھہتر ہزار پونڈ ہے۔ پایۂ تخت برلن ہے جسکی آبادی سولہ لاکھ پندرہ ہزار بیاسی ہے

(فرانس)

یہ یورپ کی بڑی جمہوری سلطنت ہے اس کے پریزیڈنٹ کا نام فیلکس فیور ہے۔ پیرس میں ۳۰ جنوری ۱۸۴۱ء کو پیدا ہوا اور ۱۷ جنوری ۱۸۹۵ء کو اسکا انتخاب ہوا وسطی یورپ کی مغربی سلطنت ہے اسکا رقبہ دو لاکھ اکتالیس ہزار چھیالیس مربع میل اور آبادی تین کروڑ اٹھاسی لاکھ تینتالیس ہزار ایک سو نوے ہے اس ملک میں پردیسی گیارہ لاکھ تیس ہزار دو سو گیارہ آباد ہیں۔ اصلی فوجی قوت پانچ لاکھ چوبیس ہزار پانسو نوے ہے۔ زمانہ جنگ میں یہ تعداد تیس لاکھ تک ہو جاتی ہے ایک لاکھ اڑتیس ہزار تین سو ایک سوار اور تین ہزار نو سو ... بحری قوت کی نسبت ہم اپنے اخبار یکم فروری میں مشرح لکھ چکے ہیں۔ محاصل تیرہ کروڑ اٹھتر لاکھ چھپن ہزار نو سو ستر پونڈ سالانہ ہے اور خرچ تیرہ کروڑ اکہتر لاکھ ساٹھ ہزار تین سو تینتیس پونڈ ہے۔ قومی قرضہ کی تعداد ایک سو چوبیس کروڑ چودہ لاکھ دس ہزار پونڈ ہے اور ریلوے کی قرضہ کی تعداد

پانچ کرور سولہ لاکھ تریپن ہزار چھ سو بہتر پونڈ ہے اور اسکا سالانہ سود فرانس کو تین کرور باون لاکھ بانوے ہزار دو سو چھپن پونڈ دینا پڑتا ہے۔ تین فیصدی اور ساڑھے چار فی صدی سے یہ قرضہ لیا گیا ہے اتنی مقروض یورپ کی اور کوئی سلطنت نہیں ہے۔

(اطالیہ)

یورپ کے جنوب میں یہ سلطنت واقع ہے خزانہ کی حالت بہت ہی خراب ہے اور جب سے اس نے حبش سے شکست کھائی ہے بالکل گئی گزری ہوگئی۔ اس کے محاصل کی آمدنی چھ کرور تہتر لاکھ اڑسٹھ ہزار تین سو ستانوے پونڈ ہے خرچ سات کرور سولہ لاکھ تناوے ہزار آٹھ سو سترہ پونڈ ہے۔ کل قرضہ کی تعداد پچاس کرور اٹھاون لاکھ تیرہ ہزار چھ سو سات پونڈ ہے جس کا سالانہ سود دو کرور چھتیس لاکھ اسی ہزار اٹھتر پونڈ دینا پڑتا ہے۔ فوج کی پراگرام تعداد جس میں ملیشا اور مقامی فوج بھی شامل ہے چوبیس لاکھ اڑتالیس ہزار تین سو آٹھ ہے۔ بحری قوت میں دو سو اٹھتر جہاز ہیں اور انتیس ہزار دو سو چوبیس بحری سپاہی ہیں۔ ان جہازوں میں اٹھارہ آہن پوش ہیں بعض کی صورت بہت ہی خوفناک ہے۔ بارہ تارپیڈو جہاز اور ایک سو ستائیس تارپیڈو کشتیاں ہیں۔

(اسپین)

یہ سلطنت یورپ کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ رقبہ ایک لاکھ چہتر ہزار ایک سو تہتر انگریزی مربع میل ہے۔ شاہ کا نام الفونسو ہے جو ۱۷ مئی سنہ ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا نوجوان بچہ تخت نشین ہے اور اسکی ماں بطور ریجنٹ کے کام کرتی ہے زمانہ امن میں فوج کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار اور زمانہ جنگ میں چار لاکھ اسی ہزار ہو جاتی ہے۔ پانسو دس توپیں ہیں۔ فوج میں بھرتی ہونے کا جبریہ قاعدہ جاری ہے۔ بحری قوت میں ایک سو چھتیس اسٹیم جہاز سات آہن پوش اور بائیس ہزار بحری سپاہ ہے۔ قرضہ کی تعداد بائیس کرور تراسی لاکھ چالیس ہزار سات سو پچاس پونڈ ہے جس کا سود چار فی صدی کے حساب سے ایک کرور چھتالیس لاکھ دو ہزار پونڈ سالانہ دینا پڑتا ہے۔ میڈرڈ پایۂ تخت ہے جس کی آبادی چھ لاکھ کے قریب ہے

(سوئیڈن اور ناروے)

شاہ کا نام اوسکر ثانی ہے جو ۲۱ جنوری سنہ ۱۸۲۹ء کو پیدا ہوا ۱۸ ستمبر سنہ ۱۸۷۲ء کو تخت نشین ہوا۔ رقبہ ایک لاکھ بہتر ہزار آٹھ سو ستتر مربع میل ہے۔ آبادی اڑتالیس لاکھ ستر ہزار ایک سو تراسی ہے۔ بری فوج کی تعداد اڑتالیس ہزار پانسو تریپن ہے جس میں دو سو چالیس توپیں ہیں اور چھ ہزار آٹھ سو باون سوار ہیں۔ بحری قوت میں آٹھ جہاز ہیں جن پر ستانوے توپیں چڑھی ہوئی ہیں ۱۸ آہن پوش ہیں چودہ جہاز کنارہ و بندر کی حفاظت کے لئے پڑے رہتے ہیں ساٹھ چھ ہزار فوج اور ایک سو سات افسر ہیں۔ محاصل چون لاکھ اٹھاسی ہزار آٹھ سو اٹھانوے ہے قرضہ کی تعداد ایک کرور اکسٹھ لاکھ بہتر ہزار سات سو ستانوے ہے۔

(سوئٹزرلینڈ)

پریزیڈنٹ کا نام یوسف زیمپ ہے جو سنہ ۱۸۳۴ء میں پیدا ہوا۔ رقبہ پندرہ ہزار چار سو اکہتر مربع میل ہے اور آبادی تیس لاکھ ہے۔ فوج کی تعداد بوقت جنگ دو لاکھ نو ہزار چھ سو تین ہو جاتی ہے محاصل تیس لاکھ اڑتیس ہزار چار سو پانچ پونڈ سالانہ خرچ چوبیس لاکھ پچاس ہزار سات سو چورانوے پونڈ۔ قومی قرضہ کی تعداد بتیس لاکھ پانچ ہزار ایک سو بیس پونڈ ہے۔ پایۂ تخت برن ہے جس کی آبادی قریب پچاس ہزار کے ہے۔

(یوراگے)

جنوبی امریکہ کی ایک ترقی کناں جمہوری ریاست ہے اور اسی ریاست کو امریکہ کا باغ کہتے ہیں رقبہ ایک لاکھ چھیالیس ہزار مربع میل ہے فوج کی تعداد ساٹھ ہزار ہے۔ بحری قوت کے نام ایک جہاز بھی نہیں

(کولمبیا)

یہ چھوٹی سی جمہوری سلطنت ہے جس کی ساخت ۷ اگست سنہ ۱۸۸۶ء میں ہوئی اسکا رقبہ پانچ لاکھ دو ہزار مربع میل ہے اور آبادی پچاس لاکھ کے قریب ہے۔ اس کی باقاعدہ فوج سات ہزار ہے۔ بحری قوت مطلق نہیں ہے۔ محاصل انچاس لاکھ اسی ہزار آٹھ سو چالیس پونڈ خرچ چون لاکھ چوسٹھ ہزار چار سو ستائیس پونڈ سالانہ ہے۔ خارجی قرضہ کی تعداد تیس لاکھ تیرہ ہزار پانسو پونڈ اور داخلی قرضہ کی تعداد بارہ لاکھ پونڈ ہے۔ پایۂ تخت کا نام بوگوٹا ہے جس کی آبادی ایک لاکھ ہے

(ڈنمارک)

شاہ کا نام کرسچن ہے ۸ اپریل سنہ ۱۸۱۸ء میں پیدا ہوا اور ۱۵ نومبر سنہ ۱۸۶۳ء میں تخت نشین ہوا۔ شمالی یورپ کی یہ ایک چھوٹی سی ریاست ہے۔ رقبہ چودہ ہزار سات سو پچاس مربع میل اور آبادی اکیس لاکھ اٹھاسی ہزار تین سو پچیس ہے۔ فوجی قوت پچاس ہزار پانسو بائیس بحری ہیں ۳۰ اسٹیم جہاز معہ چار آہن پوش جہازوں کے شامل ہیں دو سو ستائیس توپیں بارہ سو ستر افسر اور سپاہی ہیں۔ محاصل تینتیس لاکھ چھپن ہزار چار سو چار پونڈ ہے خرچ چونتیس لاکھ باون ہزار نو سو پندرہ پونڈ ہے خزانہ میں ریزرو فنڈ چھ لاکھ اکیس ہزار سات سو ستائیس پونڈ محفوظ ہیں۔ قرضہ چھیانوے لاکھ پچاسی ہزار تین سو پچاس پونڈ ہے۔ پایۂ تخت کا نام کوپن ہیگن ہے اور آبادی تین لاکھ بہتر ہزار سات سو انیس ہے۔

(ارجنٹائن سلطنت جمہوری)

اس چھوٹی سی جمہوری سلطنت کے پریزیڈنٹ کا نام ڈاکٹر جے ای ری بورو ہے جو سنہ ۱۸۹۸ء میں منتخب ہوا تھا اسکا رقبہ باون لاکھ بارہ ہزار مربع میل ہے اور اس میں بیالیس لاکھ آدمیوں کی آبادی ہے۔ سنہ ۱۵۱۶ء میں یہ ملک دریافت ہوا تھا اور سنہ ۱۵۳۵ء میں یہیں جا کے آباد ہوئے تھے۔ اس میں آٹھ ہزار تین سو چہتر میل ریل جاری ہے فوج کی تعداد کل سات ہزار چار سو ہے اور اگر اس میں قومی گارڈ کو بھی شریک کر لیا جائے تو فوج کی تعداد تین لاکھ پچاس ہزار ہو جائے گی۔ ۵۰ جنگی جہاز ہیں اور تین آہن پوش اور چار تارپیڈو کی کشتیاں ہیں۔ اسکا محاصل بیاسی لاکھ چھتیس ہزار چھ سو پچاس پونڈ سالانہ ہے اور خرچ ستر لاکھ چھیاسی ہزار پانسو گیارہ پونڈ ہے اس پر بیرونی قرضہ چار کرور تینتیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار تین سو انتیس ہے۔

(بیلجیم)

شاہ کا نام لیوپولڈ ثانی ہے ۹ اپریل سنہ ۱۸۳۵ء میں پیدا ہوا ۱۰ دسمبر سنہ ۱۸۶۵ء میں تخت نشین ہوا۔ یہ وسطی یورپ کی ایک چھوٹی سی سلطنت ہے۔ یہ ملک سنہ ۱۸۳۰ء میں ہالینڈ میں بغاوت ہونے کی وجہ سے الگ ہو گیا۔ ۴ اکتوبر سنہ ۱۸۳۰ء میں ایک قومی مجمع سے بلجیم کی آزادی کا اعلان دیا اور ۴ جون سنہ ۱۸۳۱ء میں شاہ لیوپولڈ موروثی بادشاہ منتخب کیا گیا اس کا رقبہ گیارہ ہزار تین سو تہتر مربع میل ہے۔ آبادی اکسٹھ لاکھ سینتالیس ہزار اکتالیس ہے۔ فرانسیسی سرکاری زبان ہے اور خاص طور پر لوگ یہی زبان بولتے ہیں۔ امن میں فوجی قوت چھتالیس ہزار تین سو تئیس ہوتی ہے اور زمانہ جنگ میں کل فوج ایک لاکھ چھپن ہزار پانسو چھیاسٹھ تک پہنچ جاتی ہے۔ بحری قوت کے نام کا اس سلطنت کے پاس ایک جہاز بھی نہیں ہے۔ اس کا محاصل ایک کرور اٹھاون لاکھ ستانوے ہزار ایک سو پانچ پونڈ سالانہ ہے اور خرچ ایک کرور ستاون لاکھ چون ہزار سات سو پونڈ ہے قرضہ ۸ کرور چھیاسی لاکھ پندرہ ہزار چھیالیس پونڈ ہے۔

(بولیویا)

اس جمہوری سلطنت کے پریزیڈنٹ کا نام سینور ڈون میرانو بپتیسٹا ہے سنہ ۱۸۹۲ء میں اسکا انتخاب ہوا تھا۔ یہ جنوبی امریکہ کی ایک چھوٹی سی جمہوری سلطنت ہے اسکا رقبہ چار لاکھ بہتر ہزار مربع میل ہے اور آبادی دو کرور تیس لاکھ۔ اسکا پایۂ تخت سکری ہے جسکی آبادی بارہ ہزار ہے۔ محاصل تین لاکھ تریپن ہزار دو سو پچاسی پونڈ سالانہ اور خرچ آٹھ لاکھ پچانوے ہزار چار سو تئیس ہے۔ خارجی اور داخلی قرضہ کی تعداد چوبیس

لاگت تین ہزار تین سو اٹھتر پونڈ ہے۔ سپاہی کے نام کا ایک بچہ بھی نہیں ہے۔ باقی آئندہ

سنو میاں انشاءاللہ خاں

پیارے ہم تمہارے بہت مشکور ہیں کہ تم نے ۱۱ فروری کے وکیل میں صرف ہمیں ہی گالیاں اور کوسنے دئے ہیں دہلی کی نسبت اشارہ تک نہیں کیا۔ بس یہی ہماری مراد تھی۔ خدا تمہیں سلامت رکھے جو بازاری گالیاں تم نے ہمیں دی ہیں انہیں دیکھ کے اس سے زیادہ افسوس ہے کہ ہمارے ناظرین اخبار نے تمہیں کیا کہا ہوگا اور تمہاری شرافت کے وہ کس حد تک قائل ہوئے ہوں گے۔ پیارے ان بازاری گالیوں کا جواب ہمارے پاس کچھ نہیں ہے۔ تم نے ہمیں۔ **شوخ۔ گستاخ۔ طفلک۔ ہرزیان بکنے والا۔ جاہل۔ سفیہ۔ مفتری۔** ملحد کہا ہے تم ہی بتاؤ تمہیں اسکا کیا جواب دیا جائے۔ ہاں صرف یہ جواب ہے کہ ہم تمہارے لئے نہایت خضوع اور خشوع کے ساتھ اپنے رب الافواج کی عالی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ خدا تمہیں ہدایت کرے آمین۔ پیارے تم ناحق گلا پھاڑ پھاڑ کے مسلمانوں سے اپیل کرتے ہو کہ کرزن گزٹ نہ خریدیں۔ پیارے یہ تو خدا کے اختیار کی بات ہے تم اس سے فریاد کرو شاید تمہاری دعا قبول ہو جائے تم نے لکھا ہے کہ **کوئی مسلمان کرزن گزٹ کو نہ دیکھے** ہم اس کے جواب میں لکھتے ہیں نہیں سب مسلمانوں کو چاہئے کہ وکیل جیسے اخبار کو دیکھیں اور اسکی قدر کریں پیارے تم نے کل اسلامی پرچوں کو کرزن گزٹ کے خلاف آمادہ کرنے کی تحریک کی ہے ہم اس کے جواب میں کل اسلامی پرچوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ وکیل کی بے انتہا تعریف چھاپا کریں اور اسکی حمایت کیا کریں۔ مثلاً پیارے ہمارے پاس تو یہ جواب ہیں۔ ہم کیا کریں ہمارے ہادی برحق نے سوائے اس کے کوئی تعلیم ہی نہیں کی کہ ہم گالیوں کا جواب دعا سے دیں۔ اور بس یہی ہمارا شیوہ ہے اور یہی ہمارا طریقہ ہے۔ اب ہم تمہیں منصفانہ سمجھاتے ہیں مان جاؤ گے پھل پاؤ گے نہ مانو گے تمہیں اختیار ہے۔ دیکھو پہلے تم نے چماروں کے ملنے کو پیاروں کو سانس کہا تھا ہم نے تمہیں سمجھایا تھا کہ یہ لفظ محض موقع پر استعمال ہوا ہے۔ غالباً تم نے سمجھ لیا ہوگا۔ اب تم نے اپنے اسی ۱۱ فروری کے پرچہ میں جہاں ہمیں پیٹ بھر کے گالیاں دی ہیں اور کہا ہے وہاں ہر سطر میں تم سخت غلطیاں کر گئے ہو وہ بھی ہم تمہیں بتا دیتے ہیں کیا یاد کرو گے کہ کوئی ناصح مشفق ملا تھا۔ دیکھو تم نے صفحہ ۸ کالم ایک میں جلی قلم سے **"دم نتھنوں تک آگیا ہو"** لکھا ہے۔ میرے پیارے اردو میں ناک میں دم آنا۔ یا آنکھوں میں دم آنا کہتے ہیں یا نتھنوں میں دم چلنے لگا بولتے ہیں۔ سنا میرے پیارے نتھنوں تک دم آنا سراسر غلط جملہ ہے اچھا پھر تم نے لکھا ہے **"دوست ناداں"** تو میرے پیارے نادان دوست بولتے ہیں۔ تم سے تو یکھا کہ تم کبھی موٹی موٹی غلطیاں کرتے ہو تمہیں ضرور خیال کرنا چاہئے تم اردو ایسی لکھتے ہو جیسے کوئی بہار والا انگلش کا لفظی ترجمہ کر رہا ہو۔ مثلاً تم لکھتے ہو "الغرض **نہ صرف آئندہ کے لئے اس خوفناک خرابی کو بڑھنے سے روکنے کی غرض سے بلکہ جو سرمستی اور بے حقیقت زعم عظمت و بزرگی اس وقت پیدا ہو چکا ہے اس کو بھی دور کرنے کے واسطے یہی پہلو مناسب تھا**" یہ تمہاری اردو ہے تم ہی خیال کرو کہ تمہارے ان جملوں سے کیا پایا جاتا ہے۔ بھلا کیا یہی اردو ہے۔ دیکھو کچھ دن توجہ کرو گے تمہیں اردو لکھنی آجائے گی۔ بھلا کیا خاک سمجھ میں آئے۔ "**خوفناک خرابی کو بڑھنے سے روکنے کی غرض سے**" یہ کیا زبان ہے اور اسکا کیا مطلب ہے نہ رحم کھاؤ مظلوم اردو کی جان پر جب تک کچھ سیکھ نہ لو اردو لکھنے کا نام نہ لو۔ میرے پیارے ابھی مدتوں تعلیم پانے کی ضرورت ہے جب تمہاری یہ کیفیت ہو تو معاملات دین میں تم کیوں دخل دیتے ہو تمہیں کیا معلوم کہ حقائق اسلام اور شریعت کے معارف کیا چیز ہیں تم قطعی ہو یا غیر قطعی کے مسئلہ کو کیا جانو پیارے اپنے پر رحم کھاؤ اور خدا سے ڈرو مخلوق کے سامنے وہ کام نہ کرو کہ ذلیل و رسوا ہونا پڑے تم نے قرآنی احکام کے لئے "**لازمی**" کا لفظ استعمال کیا ہے تم اتنا بھی تو نہیں جانتے کہ "**لازمی**" کا لفظ احکام خدا کی نسبت استعمال نہیں ہوا کرتا۔ مذہب میں دخل دے کے اسے بازیچہ اطفال نہ بناؤ اخیر ہو تو تم بھی مسلمان کیا تمہیں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرم اور قہار و جبار خدائے برحق کا خوف نہیں ہے۔ علمائے قوم اور بالخصوص اعلیٰ حضرت سلطان المعظم کو کافر اور ملحد نہ بناؤ یہ ہرگز مسلمان کی شان نہیں ہے۔

نصیحت کنمت بشنو بہانہ مگیر ۔ ہر آنچہ ناصح دلسوز گویدت بپذیر

کارزار تھسلی

مصنفہ سر اشمیڈ بارٹلٹ ممبر پارلیمنٹ لندن

تتمہ مندرجہ کرزن گزٹ ۱۵ فروری سنہ ۱۹۰۰ء

یوں ٹرس کے نامہ نگار نے جو یونانی فوج کے ساتھ تھا جنگ ماتی کا تذکرہ کیا ہے ۲۲ اپریل میں نے ہیبنرز کے بیان کے دیکھے جو کچھ اس نے لکھا ہے اس سب کی تصدیق ہوگئی۔ اس نامہ نگار کی تحریر کے موجب ماتی میں یونانیوں کے دہنے بازو پر آٹھ بٹالین تھیں جن میں آٹھ ہزار زبردست فوج تھی اور بائیں جانب پانچ بٹالین تھیں جن میں پانچ ہزار فوج تھی۔ یونانیوں کا توپخانہ بھی بہت ہی زبردست تھا چھ توپخانوں کی ۳۶ توپیں میدان جنگ میں موجود تھیں ایک رسالہ بھی تھا جس کی تعداد پانسو تھی۔ یونانی قلب میں ایوزونی کی ایک بٹالین تھی جس نے پہاڑی کے نشیب میں مورچہ بندی کر لی تھی۔ اسی نامہ نگار کے اندازہ کے موجب ترکی فوج کی تعداد نو ہزار تھی جس کے پاس ۲۰ توپیں تھیں۔ صبح کو ماتی کے سامنے سخت توپوں کی جنگ شروع ہوئی۔ ایک بجے تین ترکی بٹالین نے کرشالی سے حرکت کی اور ماتی کے قریب بمقام کوتادی یونانیوں کے بازو راست پر حملہ کیا۔ یونانیوں نے اپنے سپہ سالار میرو ہیپالس کی سرکردگی میں بہت ہی سختی سے اس حملہ کو روکا پھر یونانیوں کو امداد پہنچ گئی اگرچہ ترک اپنی لائن سے ڈہائی سو گز آگے بڑھ گئے تھے چار بجے سہ پہر کو یونانیوں کے بازو پر سختی سے گولہ باری شروع ہوئی یونانیوں کا بیان ہے کہ ہم نے ترکی توپوں کو خاموش کر دیا تھا۔ یہی نامہ نگار اپنے پچھلے مراسلہ میں بیان کرتا ہے "خیال تھا کہ آج دن کو جنگ ختم ہو جائے گی لیکن نہایت تیزی سے ساڑھے چھ بجے ہی گولہ باری شروع ہوئی۔ ترکوں نے دو توپخانوں سے کوتادی اور ماتی پر گولہ باری شروع کی اور ترکی پیادہ فوج کی امداد کو اور دو بٹالین آگئیں جس سے حملہ میں اور بھی جان پڑ گئی۔ یونانی ہیڈکوارٹرس میں یہ خیال تھا کہ ترک پسپا کر دئے گئے لیکن نامہ نگار کا بیان ہے کہ ایک ترکی رسالہ کوتادی کے عقب سے نمودار ہوگیا اور ان ترکی سواروں سے آملا جو ریپانی اور ماتی سے ویل ات تہپی کے دہانہ کے پاس آرہے تھے۔ اسی طرح حیدی ڈویژن حیدر پاشا کے ڈویژن سے آملا۔ پھر کیا تھا آفت برپا ہوگئی کوتادی اور ماتی سے شعلے اٹھنے لگے۔ نامہ نگار کہتا ہے تھی کہ کل بھی میدان کارزار کا تماشہ دیکھنے میں آئے گا۔ مگر شب کو یونانی بھاگ گئے اور مشہور پریشانی ان کی فوجوں پر چھا گئی۔ کبھی یونانیوں پر ایسی تباہی نازل نہیں ہوئی تھی صرف ایک غلطی جو اخیر ترکی حملہ میں ہوئی اس تمام خرابی کی بانی تھی ساڑھے سات بجے ماتی پر بالکلیہ ترکوں کا قبضہ ہوگیا اور اس کامیابی سے حیدی ڈویژن کے پہنچتے ہی پھر تو بالکل جنگ کا فیصلہ کر دیا اور شمالی تھسلی کی

شکست کامل طور پر ترکوں کے ہاتھوں میں آگئی۔ یونانیوں کا پسپا ہونا لابدی تھا اگر وہ پسپا نہ ہوتے تو اپنے لشکر کو محفوظ نہ رکھ سکتے تھے۔

اس کی لڑائی میں ترکوں کے نقصان کا اندازہ دو سو پچاس کیا جاتا ہے اور یونانیوں کا چار سو تک کیا جاتا ہے۔

شب کو ہم شہر کے سات ایڈی سوتا واپس چلے گئے۔ کسی کو بھی یہ خبر نہ تھی کہ یونانیوں پر کیا بنی اور ان پر کیا غضب نازل ہوا۔ میری رائے میں یونانی صرف اسی لئے بھاگے تھے تاکہ فوج کو محفوظ کرلیں۔ پانچ ترکی ڈیویژن مع رسالہ اور توپخانہ کے جن کی تعداد ستر ہزار ہوگی نشہ فتح سے سرخوش ہو رہے تھے۔ ترکی توپخانہ نہ صرف تعداد میں بلکہ عمدگی میں اعلی درجہ کا تھا۔ ترکی رسالہ اگرچہ قلیل تھا مگر بڑے ہی دم خم رکھتا تھا۔ اس کے مقابلہ میں یونانیوں کے سوار بہت ہی تھوڑے تھے۔ چھاتہ کی ڈیویژن بھی قریب ہی پہنچ گیا تھا۔ یونانی زیادہ بچانے کے لئے پچاس ہزار فوج سے زیادہ جمع ہی نہ کرسکتے تھے۔ شکست یقینی تھی ایسی شکست جو تمام یونانی فوج کو دست بستہ ترکوں کے قدموں پر ڈال دیتی۔ دو باتیں ناگفتنی ہیں اول تو وہ عجیب پریشانی جو ۲۳ شب کو یونانیوں کے لشکر پر نازل ہوئی دوسرے ترکوں کی بیخبری کہ انھوں نے ان بے سروسامان یونانیوں کی بھاگڑ سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھایا۔ ۲۸ اپریل کو جو مسٹر ہیلے نے ایک مضمون یونانی فوج کی بے سروسامانی کی بابت فورٹ نائٹلی ریویو میں شائع کیا ہے اس کا اختصار درج ذیل کیا جاتا ہے۔

مستورات ہند

نمبر ۹

ہمیں بارہا انگریزی لیڈیوں سے ملنے کا موقع ہوا ہے کم ایسی دیکھی گئی ہیں جو اپنے خاوندوں کی شاکی اور اپنے سوتیلے بچوں سے نالاں ہوں۔ اچھے اچھے ولایتی خاندانوں میں ایک بات ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے ایسی نااتفاقی کہ جو کسی شریف ہندی خاندان میں نام کو بھی نہیں ہوتی۔ ہم جولین میں جو چادر گھاٹ (حیدرآباد دکن) میں واقع ہے ایک دوست سے ملنے گئے تھے جو ایک یورپی مکان میں رہتے تھے ہم بیٹھے باتیں کر رہے تھے کہ یکایک غل وشور کی آوازیں بلند ہوئیں ایک نوجوان عورت نے بڑی گھبراہٹ سے ہم سے مدد طلب کی ہم گئے تو دیکھا کہ باپ اپنی جوان لڑکی کو جس کی عمر ۱۳ یا چودہ سال کی ہوگی مار رہا ہے ہم نے جا کے چھڑایا۔ پھر باپ بیٹی میں گفتگو ہونے لگی۔ انہیں بھی بمشکل چھڑایا اس کے بعد گھر والی لیڈی نے علیحدہ بٹھا کے ہم سے اپنا رونا رویا اپنے خاوند کا جور و ستم اپنے سوتیلے بیٹوں کی زیادتی اور شب و روز گالی گلوچ کی دردناک رام کہانی بیان کی۔ اس لکھنے سے ہمارا یہ مطلب ہے کہ ہر قوم میں اس قسم کے تفاوت ہوتے رہتے ہیں اور یہ کوئی تعجب کی بات نہیں ہے۔ اس لئے نہایت نامناسب ہے کہ بلاوجہ مستورات ہند کو سو سو طعن وتشنیع بنالینا اور تمام دنیا کی برائیاں ان ہی کے سر پھینکنا سخت ناانصافی اور خلاف اخلاق ہے۔

اگرچہ بدقسمتی سے بعض گھرانوں میں قرآن مجید کو ایسا ضروری نہیں خیال کیا جاتا کہ مدرسہ میں داخل ہونے سے پہلے یا مدرسے کے داخل ہونے کے زمانہ میں بچوں کو پڑھا دیں لیکن عام دستور یہی ہے کہ قرآن مجید ضروری پڑھایا جاتا ہے۔ لڑکیوں کو استانیاں پڑھاتی ہیں جیسا ہم نے اوپر ذکر کیا اور لڑکوں کو میانجی پڑھاتے ہیں جو اکثر گھروں پر آکے پڑھا جاتے ہیں اگر گھر پر استاد رکھنے کی استطاعت نہ ہوئی تو کسی پاس کی مسجد میں بچہ کو بٹھا دیا۔ وہ شخص جو بچپن میں بچوں کو قرآن مجید پڑھانا غیر ضروری جانتا ہو اور تعجب ہیں وہ ماں باپ جن کے بچے بغیر قرآن پڑھنے کے بڑے ہو جاتے ہیں۔ معلوم ہے ایسی ہی روشنی کو جو اس بات سے روکتی ہو کہ بچوں کو قرآن مجید نہ پڑھایا جائے کیونکہ ان کا دماغ خراب ہو جائے گا۔ سخت گستاخ ہے وہ باپ جو ایسا احمقانہ خیال رکھتا ہو۔ لڑکی ہو یا لڑکا جب تک ہوشیار نہیں ہو جاتا ماں کی نگرانی میں رہتا ہے دولتمند گھرانے کے بچے ہوں یا متوسط کے غریب کے ہوں یا انتہا درجہ مفلس کے سب اپنی ماؤں کی نگرانی میں پرورش پاتے ہیں۔ باپ اپنے کاموں کی وجہ سے حقیقت تو یہ ہے کہ کما حقہ سے بچوں کی نگرانی نہیں کرسکتا اور مرد کا فطرتاً یہ کچھ خاصہ ہے کہ اس سے چھوٹے بچوں کی پرورش بہت ہی کم ہو سکتی ہے۔

یہ اعتراضات چونکہ ہندوستان کی عورتیں جاہل ہیں اس لئے ان کے بچے بھی جاہل ہوتے ہیں ان کے اخلاق خراب اور ان کی عادتیں بری ہوتی ہیں انہیں وجہ سے کوئی یہ نہیں کہ سکتا کہ یہ شائستہ قوم کے بچے ہیں۔ مگر یہ ساری باتیں محض فرضی اور تجربہ کے خلاف ہیں۔ جتنے اعلی نامور اشخاص ہندوستان میں موجود ہیں یا جو وفات پاگئے کیا کوئی ثابت کرسکتا ہے کہ ان کی مائیں فاضل اجل تھیں اور انہیں علوم کی تعلیم دی تھی تا کا جواب نفی میں دیا جائے گا پھر وہ کیا کہ یہ لوگ ایسے روشن دماغ ہوئے اور کیوں انھوں نے اپنے ضمیر کی جوہر دکھلا کیا اور اخیر پڑھتے پڑھتے مسلمانوں کے ایک گروہ کے رہنما بن گئے۔ حضرت ویبر کی دماغی قابلیت اور باپ کی توجہ کا ثبوت کہ جس وقت ہندوستانی بچہ ماں کی نگرانی سے نکل کے باپ کی نگرانی میں آتا ہے اگر اس نے پوری نگہداشت کی تو بچہ کی حالت درست ہوتی چلی گئی کم توجہی کی اس کا ستیاناس ہوگیا اور پھر وہ سوسائٹیوں کا ایک رذیل بن گیا۔

پردہ نشین مستورات نے کیا کیا ہم آگے بتفصیل بیان کریں گے یہاں تو صرف اسقدر لکھتے ہیں کہ ماں کی صحبت میں بچہ نہیں بگڑتا۔ ماں پر اور یہ الزام لگاتے ہیں کہ لاڈ میں بچوں کا ستیاناس کر دیا ہو حالانکہ یہ ان کی سخت غلط فہمی ہے وہی بے انتہا شفقت کرنا اور اس کے ہر حکم کی تعمیل کرنا گویا ایک عجیب وغریب حکمت ہے جسے بہت سے لوگ نہیں سمجھتے اور اسکی لاڈ سے نسبت دیتے۔ اس اعلی درجہ کی حکمت کو سنانے دیں یاد رکھو اگر بچہ کی ہر بات سے انکار کیا جائے معمولی باتوں میں سوائے گھرکی جھڑکی کے پیش نہ آیا جائے اور اٹھتے جوتی اور بیٹھتے لات کی جائے تو وہ بچہ ڈھیٹ، کوتاہ اندیش، بدباطن، ظالم اور کج فہم ہو جائے گا اور جب بڑا ہوگا تو ان عیبوں کا اثر اس کے خون میں اسقدر ملا ہوگا کہ کسی قسم کی نسبت سے مہذب سوسائٹی اور کسی حکیم کی اعلی درجہ کی پر از حکمت واخلاق کتاب اس بچہ کی اس برائی کو نہیں کھو سکے گی یہ نہیں کھو سکے گی۔

پردہ نشین مائیں جن کے خیالات ہمیشہ مجتمع رہتے ہیں کبھی بچہ کی پرورش اس طرح نہیں کرتیں شیرخوارگی کی حالت سے پہلے آٹھ دس برس کی عمر تک ان کی پرورش کے طریقے ایسے ہیں کہ کسی بڑے فلاسفر کو بھی نہ سوجھیں۔ وہ ہرگز نہیں سوتیں جب تک ان کے بچے کو آرام کی نیند نہ آجائے وہ ذرا سے چونک کے اٹھنے پر اپنی نیند حرام کرکے آپ اٹھ بیٹھتی ہیں اور ساری شب لوری دیتے ہوئے گزر جاتی ہے۔ انہیں سال بھر کی ایک ہی کروٹ سوتے گزر جاتا ہے اور وہ اف تک نہیں کرتیں۔ ان کی محبت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ بچہ کی چھینی کی پرواہ نہ کریں۔ یہیں سے گویا بچہ کی تعلیم شروع ہوتی ہے اور جب ہمیشہ بچہ کی مرضی کے موافق ہوتا رہا تو بچہ خود بخود خوش اخلاق بن جاتا ہے وہ بڑا ہونے پر بچوں کو گھبرا کے نہیں وہ خود بخود انکی درخواستوں کو رد کرکے انہیں سندی نہیں بناتیں بلکہ جو کچھ ان سے ہوسکتا ہے اور جتنا ان کی قدرت میں ہے انکی کل درخواستوں کو پورا کرتی ہیں۔ وجہ کیا کہ چھوٹے بچے اکثر مسکین خلیق اور مہذب دیکھے گئے ہیں برخلاف بڑے بچوں کے جو باپ کی نگرانی میں پرورش پاتے ہیں۔ بدخلق، کج فہم اور تنگ مزاج ہوتے ہیں۔

مراسلات

ابو سعید معمر حبشی

جناب مولانا صاحب السلام علیکم ۔ در اخبار کرزن گزٹ مورخہ ..فروری ۱۹۰۹ء صفحہ ۹ یک فتوی جناب مولوی مشتاق احمد صاحب ملاحظہ شد چونکہ صاحب راقم عبد السلام چشتی نوری جہائے رفع شبہات و فساد اشاعت این فتوی کنانیدہ ۔ ما فیہا ایکہ در طباع [illegible] صحابیت معمر حبشی واقع شدہ است ازاں مرتفع نگشت چونکہ اخبار جناب آئینہ ارائے عوام و خواص است لہذا سطور ذیل را نزد در گوشہ اخبار خود جا دادہ پبلک را موقع رائے صحیح دہند

راقم امیر امرتسری از سرینگر

حضرت خاتم المحدثین مولانا شاہ ولی اللہ دہلوی در مسلسلات خود ذکر مصافحہ معمر نمودہ اند و ہمچنیں در نوادر این مصافحہ را بچند طریق آوردہ اند کہ صاحب فتوی ذکر آن کردہ است جواب این شبہات آنست کہ حضرت مولانا خود در مکتوبات در جواب استفسار خواجہ باسط کہ آن مکتوبات در ضمیمہ احمدی واقع دہلی طبع شدہ است میفرمایند

(سوال) ابو الرضا رتن ہندی وعبد اللہ وحقعان کہ سید جعفر کی بوئے ملاقات کردہ است و ابو سعید معمر حبشی کہ امیر سید علی ہمدانی مصافحہ باو کردہ است صحابیت این ہر جہار ثابت است یا نہ

(جواب) اعتقاد فقیر آنست کہ آنچہ از ایشاں روایت آید حجت بآں قائم نمی شود نہ در باب عمل نہ در باب اعتقاد نہ در باب فضائل اعمال زیرا کہ غالب رائے عدم صحابیت ایشان است بجہت حدیث متواتر دال بر انخرام قرن تا صد سال از وقت ورود این حدیث و یاران حضرت در ذیل این حدیث تحلات کردہ اند ما ظہور او در حق معنی (یعنی انخرام قرن) از دست نیرود و ہمچنیں احادیث خضر و سائر جن۔ آرے بعض محدثین بجہت تبرک کہ باب واسع است و محتمل رادر باب بجائے واقع میداں گرفت مصافحہ کردہ اند و روایت نمودہ مثل الاعلام بحال تلک الروایات و فقیر نیز دریں باب رسالہ دارد مسمی بکتاب النوادر من حدیث سید الاوائل والاواخر انتہی عبارتہ وچوں ملاحظہ نوادر کردہ شد در دیباچہ آن فرمودہ اند جمعتہا استغرابا لا مثبتا بصحتہا یعنی جمع کردم ایں رسالہ برائے اظہار امر غریب نہ برائے اعتبار بصحت آن کہ ہر گز صحیح نیست و ہمچنیں صاحب مجمع البحار بعد ذکر مصافحہ مذکورہ کہ صاحب فتوی ذکر آں نمودہ فرمودہ است فہذا کلہ لا یفرح بہ من لہ عقل یعنی صاحب عقل بایں فرحت

نمی شود ۔ و ہم در مجمع البحار در بیخ بالتصریح کردہ ست کہ آخر من مات من الصحابۃ فی جمیع الدنیا ابو الطفیل فالقول بیقاء احد من الصحابۃ بعدہ غلط واختلاق یعنی پسین کسیکہ از صحابہ در تمام روئے زمین وفات یافت ابو الطفیل است و قائل شدن بیقاء وجود کسی از صحابہ بعد او دروغ و افترا است و علماء اعلام قطعاً انکار مصافحہ نمودہ اند چنانچہ مولانا ملا علی قاری در موضوعات کبیر و در کتاب المعتبر گفتہ است وطریق المصافحۃ المتصلۃ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس لہا اصل عند العلماء الاعلام ولا یثبت اصلا ۔ و بالفرض اگر تسلیم مصافحہ ہم کردہ شود میگوئیم کہ در خواب واقع شدہ است ۔ چنانچہ خواجہ عبد الاحد نبیرہ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی در لطائف مدینہ بعد ذکر سند مصافحہ گفتہ است و احد ان مصافحۃ معمر مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم کانت فی عالم الرؤیا پس چوں بطریق روحانیت بود ہیچ حکمی بآں متعلق نشد ۔ و از محدثین ہیچ یکے تصدیق صحابیت و تعیین حجیت بعد المائۃ نمودہ است بلکہ صراحۃً تکذیب و تجہیل آنہا نمودہ اند ۔ و بعض صوفیہ کہ قائل بصحابیت بعض آنہا شدہ اند بعدم اطلاع بر احادیث مذکورہ و اقوال علمائے کرام و محدثین عظام معذور اند ۔ و اما حضرت خضر پس در حیات وے اختلاف است جمہور محدثین متقدمین بوفات وے قائلند ۔ منہم الامام علی بن موسی الرضا و الامام البخاری و ابو حیان و ابو الحسین بن المنادی و ابراہیم الحربی و ابو طاہر العبادی و القاضی ابو یعلی و ابو الفضل بن ناصر و القاضی ابوبکر بن العربی و ابوبکر بن النقاش و ابن الجوزی و ابن تیمیہ و ابن ابی الفضل المرسی و ابو الخطاب بن دحیۃ وغیرہ ممن یطول ذکرہم ابو حیان در تفسیر خود میگوید قال ابن عباس ما بعث اللہ نبیا الا اخذ علیہ المیثاق ان بعث محمد لیومنن بہ ولینصرنہ اخرجہ البخاری پس اگر خضر موجود میبود بایستی حاضر خدمت نبوی میشد وجہاد میکرد با اعدائے وے و زیر علم مبارک وے ۔ و در ہیچ حدیث صحیح نیامدہ کہ خضر در خدمت آنحضرت حاضر شدہ ۔ و اما حدیث تعزیہ وے اہلبیت نبوی را در وقت اجتماع ایشان برائے غسل بدن مقدس ۔ وفیہ فقال ابوبکر و علی ہذا الخضر ۔ پس این حدیث در غایت ضعف است بلکہ نزد بعض محدثین موضوع است قابل استدلال نیست و بعض علماء اکثر صلحا و عرفا بحیات وے رفتہ اند از امام بخاری پرسیدہ شد کہ آیا خضر و الیاس زندہ اند فرمود چطور زندہ باشند و حالانکہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ

باقی نماند بر زمین ہیچ یکے از آنانکہ امروز ہستند تا صد سال ۔ و امام ربانی شیخ احمد سرہندی دریں باب فیصلہ خوب فرمودہ داد کمال انصاف را نہایت دلنشین ہست در جلد اول مکتوبات در مکتوب ۲۸۲ میفرمایند وے بود کہ یاراں از احوال خضر استفسار میکردند فقیر راچوں اطلاع بر احوال ایشاں کما ینبغی نماندہ بود و عدم جواب توقف میکرد اتفاقاً امروز در حلقہ با ما دیدیم کہ حضرت خضر و الیاس بصورت روحانیاں حاضر شدند و حضرت خضر فرمود کہ ما عالم ارواحیم و حضرت حق سبحانہ و تعالی ارواح ما را قدرت کاملہ عطا فرمودہ است کہ بصورت اجسام متمثل شدہ کارہائے کہ از اجسام بوقوع آید از ارواح ما صادر میگردد انتہی بلفظہ ۔ حافظ ابن حجر در فتح الباری و در اصابہ دریں باب بسط تفصیل نمودہ است و آنانکہ قائل بحیات خضر ہستند ابو الطفیل را آخر صحابہ گفتہ اند و در معین حجیت مصافحہ را تکذیب کردہ اند والسلام

راقم دہی

ڈاکہ کا حیرت ناک واقعہ

مخلصی ام جناب مرزا صاحب ۔ السلام علیکم

موضع ابن خورد میں جو امرت سر سے تین میل کے فاصلہ پر ہے تعجب خیز ڈاکہ پڑا ۔ منڈیالہ کے آدمیوں سے جو علاج کے لئے میرے پاس آیا کرتے ہیں ۔ اسکی کیفیت یوں بیان کی موضع مذکور میں ایک ہندو بہاجڑا رہا ہو کا بڑا مالدار مسمی سوہے لال رہتا تھا ۔ ڈاکو کوئی تیس آدمیوں سے آٹھ بجے شب اُس گاؤں میں وارد ہوئے اتفاقاً اُس روز جوان و چیدہ آدمی کسی میلے میں گئے ہوئے تھے ۔ میدان خالی پڑا تھا ۔ ڈاکو سانڈنیوں اور گھوڑوں پر سوار تھے ۔ کچھ پیدل بھی تھے وردی ان کی جیسی فوج کی ہوتی ہے ویسی تھی تلواریں اور بندوقیں ہمراہ رکھتے تھے ان میں سے چھ آدمی سوہے کے مکان پر آئے اور باقی ڈاکو باہر گاؤں سے کھڑے رہے گاؤں کو چاروں طرف سے گھیر رکھا تھا اور کہنے لگے کہ سوہے کہاں ہے ۔ اُس کے بیٹوں نے کہا تم کو کیا کہنا ہے ۔ وہ بولے تم بتلاؤ کہاں ہے اُس سے کچھ لین دین کا حساب کرنا ہے ۔ اس کے بیٹوں نے کہا اوپر چلے جاؤ بالاخانہ پر سو رہا پڑا ہے ۔ انہیں یہ تو خبر نہ تھی کہ یہ ڈاکو ہیں ورنہ بتلاتے کیوں ۔ یہ ظالم ایکدم اوپر چلے گئے ۔ جاتے ہی آواز دی جوں ہی اُس نے آواز سنی فوراً باہر نکل آیا آواز کیا تھی خونی نقارہ تھا ۔ تقدیر کے آگے تدبیر کیا کام دیتی ہے ہر رگ کہ الموت [illegible]

فی بد وضع مشہور ہو اور اکثر جان اجلہم کا بیٹا خوب ہے وہ کہ بیضد موت کا مصداق بن رہا تھا باہر آتے ہی ان کمبختوں نے بدون کسی گفتگو کے گنڈاسے یا تلوار سے قتل کر ڈالا واپس آ کر نیچے والے مکان کا دروازہ توڑ کے گر پڑا۔ پہلوان کو معلوم ہوا کہ یہ تو ڈاکو چور ہیں۔ واقفیت پاتے ہی بڑا بیٹا تو اسکا امرتسر کو دوڑا کہ پولس کو اطلاع دے۔ چھوٹا بیٹا کچھ مزاحم ہونے لگا۔ بھلا کہاں ایک آدمی اور کہاں پچاس آخر اسکو گرا کر ذبح کرنے لگے کرنے۔ والدہ نے واویلا کیا کہ اسکو قتل مت کرو۔ جو کچھ تمہیں درکار ہے مجھ سے لیلو۔ کہنے لگے کہ جلدی سے زیور سونا چاندی وغیرہ جو کچھ ہے سب جلدی دیدے۔ بیچاری خوف کی ماری جو کچھ اسباب تھا لا کر اُن کے آگے ڈالتی گئی یہاں تک کہ سب مال ختم ہوگیا بعد ان کہنے لگے کہ ہمارے کہانے کے لئے بھی کچھ نکال۔ روغن گاؤ کا ایک برتن نکال اور بیس پچیس سیر کچی قند سپید کپڑے میں باندھکر چلنے لگے تو ایک بولا ارے بیوقوف اپنا مطلب تو نکالیا غریبوں کا بھلا بھی کرنا چاہئے ساہوکار مقتول کی عورت سے بولے کہ جس قدر کاغذات اثاث البیت وغیرہ اور ہنڈیاں جہاں کہاں ہیں ہمارے آگے لا کر رکھدے ورنہ تیری اور تیرے اس بچہ کی سلامتی نہیں ہے۔ بیچاری جان تو ہر ایک کو عزیز ہوتی ہے۔ ڈاکوں کا یہ مطلب بھی خاطرخواہ پورا ہوا۔ مشعل جلا کر سب کاغذات کو پھونک دیا۔ جاتے وقت للکار کے کہنے لگے کہ ہم فلاں فلاں اشخاص ہیں یہ ہمارا نام ہے کسی کو کوئی مت پکڑے۔ ہے گاؤں والو دل میں کوئی ارمان نہ رکھے جسے مقابلہ کی قوت ہے آئے مرد میدان بنے۔ ہم موجود ہیں۔ جبرا لوٹتے ہیں۔ یہ تماشا ہوا کہ بہت بیرحم تھا۔ سینکڑوں آدمیوں غریبوں کو اس خبیث نے برباد کیا کئی گھروں کو اس نے تباہ ویران کیا۔ سب کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ ضبط کر لی زمینیں لوگوں کی اس نے گروی کر لیں ہمارا فرض تھا کہ اس سے بدلہ لیتے کسی مسکین و فقیر آدمی کو ایذا رسانی ہمارا شیوہ نہیں غرض یہ لیتے دیتے چلتے بنے گیارہ بجے تک یہ کارروائی ختم ہوئی ایک بجے شب کو پولیس بھی رونق افروز ہوئی اتنے عرصہ میں ڈاکوں کا کیا خاک پتہ لگتا آجکل ایسی ایسی وارداتیں ایک معمولی باتیں ہو رہی ہیں۔ جہاں سنتے ہیں یہی شور برپا ہے کہ فلاں جگہ ڈاکہ پڑا فلاں مقام پر اتنے خون ہوگئے۔ فلاں شخص کے نام پر رہزنوں نے خفیہ خط لکھا کہ تم اتنا روپیہ فلاں وقت فلاں موضع پر فلاں آدمی کو دیدو تو بہتر ورنہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھو گے تعجب اس امر کا ہے کہ ہماری سرکار نامدار نے پولس کو کس مرض کے علاج کے رکھ چھوڑا ہے کس تکلیف و مشقت کی دوا ہے کروڑوں روپیہ پولس کو ناحق کیوں دیا جاتا ہے وہی روپیہ اگر خزانہ میں جمع رہے گا تو کسی جگہ کام آجاویگا۔ جب طبیب کسی مرض کا علاج ہی ہوتا نہیں۔ بجائے صحت کے اُلٹے لوگ بیمار ہوتے جاتے ہیں ایسے طبیب سے نوکر رکھنے سے کیا مقصد۔ ناحق کی چٹی۔ کیا پولس حضرات اور بھلے آدمیوں کے لئے مقرر کر رکھی ہے۔ نہیں صاحب سچ پوچھو تو پولس بیچاری بھی کیا کرے۔ مرہٹہ کے اگر کسی چور یا ڈاکو کو پکڑتی ہے تو اہل حکام قانونی کارروائی سے چھوڑ دیتے ہیں یا سزا میں تخفیف کی جاتی ہے بجائے پندرہ سال قید کے دو تین سال رہجاتے ہیں جس سے مفرور لوگ بداعمالیوں و بدکرداریوں پر زیادہ دلیر ہوجاتے ہیں پہلے سے بھی زیادہ افعال قبیحہ اُن سے سرزد ہوتے ہیں۔ ان سزاؤں کے بجائے اگر وہی سزائیں تجویز کی جائیں جو شرع محمدی علی صاحبہا التحیۃ والسلام نے مقرر کی ہیں تو آجکل یہ خونی منظر ہمکو نہ دیکھنا پڑتا او لاکھوں جانیں ناحق ذبح ہونے سے بچ جائیں۔ مثلاً اگر چور کی سزا قطع ید مقرر ہوتی اور والسارق والسارقۃ فاقطعوا ایدیھما پر عملدرآمد ہوتا تو کس کی مجال تھی کہ چوری پر مبادرت اور دلیری کرتا اور تمام دنیا زندگی آرام سے گزارتی۔ سبحان اللہ کیا عجیب نکتہ ہے پروردگار نے اپنی کلام پاک قرآن شریف میں فرمایا ولکم فی القصاص حیوۃ یا اولی الالباب لعلکم تتقون۔ خود دیکھیے جن ممالک میں چور کی سزا قطع ید اور زانی کی سزا رجم یعنی سنگسار ہے قتل کا بدلہ قتل۔ ناک کا بدلہ ناک کان کا بدلہ کان وغیرہ مقرر ہے جیسے سلطنت افغانستان وہاں ایسے افعال کا ارتکاب اور وقوع بہت ہی کم ہوتا ہے پٹھان لوگ جو ہندوستان میں بغرض تجارت آتے ہیں اُن کا بیان ہے کہ اسوقت افغانستان چمنستان بنا ہوا ہے ہاتھ پر سونا چاندی لیکر چلے جاؤ کس کا زہرہ ہے کہ آنکھ اُٹھا کر تو دیکھے۔ یہ تمام خوبیاں امیر حال امیر عبدالرحمن خاں اللہ ملکہ و حشمتہ کی بدولت ایسے وحشی ملک کو نصیب ہوئی ہیں کہ حریف سلطنتیں دیکھکر رشک کھاتی ہیں ہماری دلی خواہش ہے کہ خدا ایسے منتظم و مدبر کو دیر تک قائم رکھے امین ؎

یرحم اللہ عبدا قال امینا۔

پس ہمکو قوی امید ہے کہ ہمارا نامور دلیر لائق جناب حضور فیض گنجور نواب لاٹ کرزن بہادر اپنی توجہ عالی کو اس طرف منعطف فرما کر ڈکیتوں کا انتظام پورے طور پر فرماوینگے اور رعیت کی تکالیف کو دور فرما کر رب الافواج کی درگاہ لایزال سے گوناگوں ثواب کے مستحق ہوں گے ؎

خرابی و بدنامی آید ز جور ٭ بزرگان رسند این سخن را بغور ٭

زیادہ حضور پرنور کے حق میں کیا لکھیں دو شعروں پر اکتفا کیجاتی ہے جو حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمۃ نے فرمائے ہوئے ہیں

ملوک از نکونامی اندوختند ٭ ز پیشینگاں سیرت آموختند

تو در سیرت پادشاہی خویش ٭ سبق بردی از پادشاہان پیش

ما علی الرسول الا البلاغ المبین

راقم حکیم ابو تراب محمد عبدالحق از امرتسر بازار رما بویان

اس پرچہ کی جتنی تعریف کیجائے یورپی لوگ تو بڑے مداح ہیں اور مدح کیوں نہ کی جائے جبکہ آپ کے ایسا اڈیٹر ہو۔ غرض یہ ہے کہ میری تعریف لکھنے سے کیا ہوگا یہ چیز سے اور وہی ایک مسلّم ہے۔ جو شخص ان پرچوں کو دیکھے گا اور بغایت تمام پڑھیگا دوسری نسل اسکی ضرور فائدہ اُٹھائے گی۔

کرزن گزٹ میں چند چیزیں ایسی ہیں جو واقعی بڑے فائدے کی ہیں۔

نمبر ۱ حیات جمیلہ ۴ صفحہ خورد

نمبر ۲ کارزار جبلی ۱۰ صفحہ کلاں ٭ ۴ صفحہ خورد

نمبر ۳ مستورات ہند ۱ صفحہ کلاں

نمبر ۴ معرکۃ الآرا۔

نمبر ۵ چیدہ چیدہ خبریں

اب یہ سمجھنا چاہئے کہ مبلغ ۱۰۲۲ مسائل گویا مبلغ پیسے وصول ہو جاتی ہیں خبریں مفت میں

اب اس جگہ میری ایک رائے ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ہند میں اردو اخبار و پرچے بکثرت شائع ہوتے ہیں بعض ایسے ہیں کہ جن میں کوئی کتاب بھی مثل ناول کے شائع ہوتی ہے مگر جس طریقہ سے وہ لوگ شائع کرتے ہیں اُس سے صرف خود غرضی پائی جاتی ہے ہندی خصوصاً مسلمان بھائی جس قدر مفلوک الحال ہیں کون نہیں جانتا اردو اخبارات میں سے بعض میں ایک صفحہ کوئی کتاب کا ہوتا ہے وہ اُسی وقت تک کام کا ہوتا ہے جب تک پڑھنے والے نے پڑھا نہیں ہے۔ کیونکہ دوسرا صفحہ اُسکا خبروں یا اشتہاروں سے بھرا ہوا ہے۔

اہل مطابع ہر ایک کتاب کو دو بار طبع کرا کے۔ خبروں سے توڑ دیں

فروخت اس کتاب کی قیمت وصول کرتے ہی ہیں۔ خریدار اخبار کو بھی دوبارہ قیمت دینی پڑتی ہے

اور یہی خود غرضی ہے جس میں صرف اپنا نفع منظور ہے اور پھر اس نفع میں جس میں ان کا صرف ذاتی نفع اور پبلک کا نقصان ہو انسانیت سے بعید ہے آپ کا ہر شخص مداح ہے کہ تحفۂ جدید کو علیحدہ ایک کتاب کی صورت میں شایع کر کے اپنے ذاتی اغراض کو بھلا دیا۔ جزاک اللہ

کارنامۂ رنجیلی بھی۔ اور مستورات ہند بھی۔ اگر بطور کتاب کے شایع کی جائے تو کیا خوب۔

کرزن گزٹ، ۸ صفحہ کا علاوہ دو صفحہ اشتہار کے پرچہ ہے جس میں دو صفحہ (جس کا اب چار صفحہ چھوٹا ہو گیا ہے) حیات جمیلہ، ایک صفحہ کارنامۂ رنجیلی، ایک صفحہ مستورات ہند کا ہے کل ۴ صفحے ہوئے بقیہ چار صفحے بچے جس میں خبریں یا مسئلہ وغیرہ ہوا کرتا ہے۔

کیا اچھا ہوتا کہ یہ چار صفحے جو خبروں کے ہیں اسکا کاغذ جس اعلیٰ درجہ کا ہے ویسا نہ ہو بلکہ ایک معمولی درجہ کا جیسا عموماً اخباروں میں ہوتا ہے ہو۔ اور نمبر ۱ نمبر ۲ نمبر ۳ کا کاغذ اس سے اعلیٰ ہو جس پر ان دنوں شایع ہوتا ہے۔

میری دانست میں ایسی حالت میں آپ کا کوئی خسارہ نہ ہوگا اگر اس میں کوئی صورت خسارہ کی ہو تو میں نہیں کہتا کہ میری بات مانی جائے۔ اب رہی یہ بات کہ اتنے اوراق جو طبع ہو چکے ہیں پھر اسکا کیا ہوگا۔ میرے خیال میں ہر خریدار کو اتنی کامل قیمت ادا کر دینی چاہئے وجو اس کے فوائد ہیں وہ ظاہر ہیں۔ سید محمد ضمیر احسن
قصبہ گیلانی جنوبی بہار پوسٹ خریدار نمبر ۲۹۰

اسلامی شاندار یونیورسٹی

بے خبر اے قوم جلد اب اپنے دار العلم کی
ورنہ لگی گردش ایام کل تیری خبر

علی گڑھ کالج کو یونیورسٹی اور ایسی ویسی نہیں بلکہ کیمبرج کے نمونہ پر بنانے کے لئے اسکی طرف مسلمانوں کی توجہ کی بہت ضرورت ہے بزرگان قوم جب اس مقدس کام کے لئے آپکے حوصلۂ بلند پرواز کرنے میں تو ضرور آپ ما جان مسلمانوں کو ایک بار آسمان ترقی پر چڑھانے کے لئے ساعی ہوتے ہوں گے۔ کیا یہ نیک کام آپکے دل میں۔ آپ کے ارادوں میں ہمت نہ بخشتا ہوگا ضرور اسلامی ترقیوں کے منہدم عمارت کو از سر نو بنانے کے لئے دل میں ولولہ پیدا ہوتا ہوگا سلف کے دل بڑھانے کے لئے کارنامے یاد کر ایسی یونیورسٹی قائم کرنے کا خیال پیدا کرتے ہوں گے۔ یورپ کی روز افزوں زندہ دلی کا سین دیکھکر جوش ترقی موج زن ہوتا ہوگا اپنے صادق جوش، اپنے جانفزا ارادوں اور مستقل کوششوں سے مدد دینا ہمارا فرض ہے۔ مبارک ہوں گے وہ دل جو اپنی فیاضی سے ایسے مفید کام میں مدد دیں گے۔ مبارک ہونگے وہ ہاتھ جو اسکی عمارت کرنے پر آمادہ ہونگے آؤ ہم سب ایک غلطی پرستش کرنے والے ایک جانفزوی کا کام کر دکھائیں۔ دکھلادیں آسمان کو کہ ہمارے ایسے ہوتے ہیں کالج کا عمدہ انتظام اور اسکی امید بڑھانیوالی چیزیں بڑی کوشش سے اس درجہ کو پہنچی ہیں۔ ہر روز ہمارا اور کالج کا اشاعت ستاثر ہو ہمیں مسلمانوں کو مخاطب کر کے یہ کہہ رہا ہے۔

پھر بہار رفتہ کو گلشن میں لا سکتا ہوں میں
یوسف گم گشتہ کو اب پھر بھی لا سکتا ہوں میں
کارنامے جن کے ہیں اب تک طراز داستاں،
پھر وہ پھر و قوم کے میداں میں لا سکتا ہوں میں
ہو گئی ہے گو طبیعت قوم کی ذلت پسند
عرق غیرت کو ابھی جنبش میں لا سکتا ہوں میں
کاروان منزل مقصود کا کھویا نشاں۔
ایک بجھا کا چراغ اس کو دکھا سکتا ہوں میں

کالج کی امداد کرنا ایسی حالت میں جب اسکو اعلیٰ نمونہ پر قائم کرنا چاہیئے میں بہت ضروری ہے جب یہ یونیورسٹی ہوگا تو مسلمانوں کو بیحد فائدہ ہوگا عربی کے مردہ جسم میں پھر روح آجائے گی۔ اس کا لٹریچر کا دروازہ جسپر زمانہ کی رفتار نے اپنا قفل لگا دیا ہے یکلخت کھل جائے گا۔ اکی مذہبی تعلیم ان کے ہاتھوں میں ہوگی علماء کی آنے والی نسلیں روحانی برکات سے مستفیض ہونگی۔ مسلمانوں کی مذہبی حالت مغربی آفتاب کے طلوع سے چمکنے لگیگی۔ عربی فارسی اور اردو کے لٹریچر مغربی خیالات وتصانیف سے مالامال ہو جاینگے۔ تمام دنیا میں مسلمان پھر ایک ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہو کر اپنے قلم سے کتب خانوں کو پر کردینگے جیسا کہ وہ پہلے کرچکے ہیں۔ جسکا ثبوت دنیا کی ہسٹری دے رہی ہے ؎

کتابوں سے معمور ہے جن کے عالم - کتبخانۂ پیرس و روم و لندن

غرض کہ ایک مہذب نیشن ہو جائیں گے۔ اسوقت علیگڑھ کالج نے اپنی ترقی کا خوب ثبوت دیا ہے اور جو کار نمایاں اس نے گذشتہ سال میں کئے ہیں ان کا بیان کسی طرح سے نہیں ہو سکتا بلکہ کسی کالج نے جو سلف ہلپ (یعنی مدد آپ کن) کے اصول پر قائم ہے ایسا نتیجہ نہیں دکھلایا تو پھر خیال ہو سکتا ہے جب یونیورسٹی ہو جائیگا تو کیسا مسرت بخش فائدہ قوم کو پہنچیگا بمختصر یہ کہ مسلمانوں کی شاندار یونیورسٹی ہی نہیں ہوگا بلکہ ان کے بگڑے گھروں کا آباد کرنیوالا ان کی حالت کو درست کرنے والا ہوگا۔ واقعی قوم سے روپیہ مانگنا ایسے کام کے لئے کچھ بہت گراں نہیں پڑتا ؎

نہ می طلبی سخن درین است - مگر کیا دس لاکھ نہیں دے سکتے مسلمان۔ صرف ایک یاد و والے ملک اور اسلامی ریاست کے رئیس۔ بمبئی کے مسلمان حیدرآباد کے خوشحال مسلمان ابھی کم۔ اسلامی پبلک ایسے عظیم الشان کام کے فوائد سے مطلع ہوگا نہیں ہے اور جب ہو جاوے گی تو نیچرل طور سے اسکی تکمیل کے لئے مستعد ہو جائیگی۔ جسکا تجربہ گورکھپور میں جب میموریل فنڈ کی امداد کیلئے کوششیں ہو رہی تھیں بہت اچھی طرح سے ہو گیا ہے ہائے وہ کیا بات تھی جس نے گاؤں کے رہنے والے کھیت کے اردگرد زندگی بسر کرنیوالے مسلمانوں کو ایک ایک پیسہ دینے کے لئے جوش کے ساتھ مستعد کر دیا۔ یہ کام ایک دو مہینے کا تو ہے نہیں کہ جھٹ سے ہو جائے۔ یا ایک مرتبہ ملک میں جوش پیدا کر بس ہو گیا یا ہندوستان کے حدود کے اندر اسکا آوازہ گونج کر رہ جائے۔ تمام ممالک میں اس کا چرچا ہو جائے۔ میرے نزدیک۔ قسطنطنیہ، کابل۔ فارس چین۔ مصر۔ سیلون وغیرہ میں جہاں مسلمان آباد ہیں۔ عربی فارسی انگریزی اور اردو زبان میں ایک اپیل منجانب میموریل فنڈ بھیجی جائے۔ اور وقتاً فوقتاً اسکی تحریک کے واسطے رسالہ کی شکل میں اپیل شایع ہوتی رہے۔ امید کہ کامیابی ہو۔ یہ ضرور ہے کہ جو کام آج کرنا ہے اگر دو برسوں کے بعد کیا جائے گا تو اس کا نتیجہ بیکار ہے۔ مسلمانوں کس طرح سے کہا جائے اور کن الفاظ میں مخاطب کیا جائے۔ کیا یہ کام تمہارے لئے تمہاری کوششوں سے آسان نہیں ہو سکتا ہے ؎

کہہ رہا ہے دیر سے غوغائے مرغان سحر
رات آخر ہو گئی اے رہرو و باندھو کمر
تا کجا بسم اللہ لبکہ ڈالدو منجدھار میں
گو ہے دریا بیکراں اور موج طوفاں پر خطر

راقم خستہ جگر حقیر سید شاہ محمد نذیر غازی پوری۔

ماحصل علم و فضیلت جناب میرزا حیرت۔

تسلیم۔ چوں کہ قبل میں یک خریدار کرزن گزٹ بنام مولوی سید عبدالغفور صاحب کی اجراء کی اطلاع آپ کو دے چکا ہوں اور جسکے بعد آپ نے وعدہ کیا تھا کہ یکم جنوری سے معاوضہ میں کرزن گزٹ کے نام یک کالم پر چھاپ کر ہمیشہ نئے خریدار بنانے والے کا ممنون

کے ساتھ درج کیا جاوے گا جنوز کوئی ایسا نام اُس کام کے ایجاد کا باعث نہ ہوا جسے افسوس کی بات ہے کہ خریداران کرزن گزٹ باوجودیکہ اس بات کے مقر بھی ہیں کہ کرزن گزٹ اپنے طرز کا پہلا اسلامی پرچہ ہی نہیں بلکہ قومی ہمدردی کا سرگرم ایڈیٹر ہے مگر پھر بھی اُس کے ترقی اشاعت میں کوئی عملی بات نہیں لیتے اب کیونکر امید ہو سکتی ہے اسی رفتار کے ساتھ اُسکی سرگرمی بحال رہ جائے گی جتنا تعداد خریداران گزٹ تیرہ چودہ سو کے قریب ہوگی اب اگر ایک ایک نیا خریدار ہر خریدار بہم پہنچاوے تو کیا مشکل ہے کہ حالت میں اضاعف قریب تین ہزار تک اُس کے خریدار ہو جاویں جو کہ کرزن گزٹ کے تمام و استحکام کے قوی سبب ہونگے ہیں حضرات ناظرین لیجئے پہلے ہم خود ہی اسکو شروع کرتے ہیں اور جناب جرٹ صاحب کے خدمت میں بکمال ادب گزارش کرتے ہیں کہ ایک پرچہ اخبار بنام سید نگار احمد صاحب ساکن موضع ملکی ڈاکخانہ دوماریہ ضلع بستی جاری فرماکر قیمت اخبار مبلغ بذریعہ وی پی وصول کر لیجئے میں امید کرتا ہوں کہ ناظرین کرزن گزٹ اسکو اپنا فرض منصبی سمجھکر اخیر اپریل ۱۹۰۰ء تک ایک ایک خریدار بہم پہنچا کر کرزن گزٹ کو ایک نمایاں ترقی دیں گے فقط

قاضی محمد عبدالمنان خریدار نمبر ۲۳۳ سوضع جگناتھ پور ضلع بستی پوسٹ پر سرام پور

جن جن ہمدردان اسلام نے اب سے زیادہ کرزن گزٹ کی سرپرستی فرمائی ہے یا جو آیندہ سرپرستی فرمائیں گے اُن کے اسماے گرامی نہایت دلی شکریہ کے ساتھ حیات حمیدیہ کے اخیر میں درج کئے جائیں گے جن کی فہرست دفتر میں ترتیب پائی جاتی ہے یہ اس لئے ہے تاکہ اُن کی ہمدردی کی دائمی نظیر قایم ہو اور جب تک ہندوستان یا بیرونی ممالک میں حیات حمیدیہ باقی رہے اُن کے اسماے گرامی دایم و قایم رہیں۔ ایڈیٹر

واقعات اور رائیں

جنگ جنوبی افریقیہ

ابھی ایک تار جنگی کیپ کالونی سے آئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ کیپ میں خاص خیرخواہان تاج برطانیہ میں سخت بددلی پائی جاتی ہے کہ باغیوں کو ان کاموں کی کچھ بھی سزا نہیں دی حالانکہ کیپ کے شمالی اور شمال مشرقی اضلاع میں جنگی قانون رائج ہو گیا ہے پھر بھی یہ کیفیت ہے کہ باغیوں کو جنگی حکام نے گرفتار کیا اور ملکی عدالتوں میں سپرد کر دیا اور اُس نے معمولی سزا دے کے چھوڑ دیا مجسٹریٹ اکثر ڈچ ہوتے ہیں اور وہ چونکہ گورنمنٹ انگریزی کے ملازم ہیں اس لئے فوجی حکام کی باغیوں کے پکڑوانے وغیرہ میں مدد بہت کرتے ہیں مگر پھر بھی جہاں اُنہوں نے دیکھا کہ انگریزوں کی توجہ خود بہت کم ہے وہ فوراً چھوڑ دیتے ہیں اور زور ابھی پیش نہیں کرتے اور اگر ان باغیوں کے مقدمات کو عدالت سائر میں بھیجا جائے تو وہاں بغیر جوری کے فیصلہ نہیں ہوتا ہندوستان میں جو کچھ جوری کی حالت ہے ہمیں خوب معلوم ہے جب ایک قومی جرم کا مقدمہ پیش ہوتا ہے تو اہل جوری کیا پہلو بدلتے ہیں پھر کیپ کا کیا پوچھنا وہاں کی آب و ہوا میں ڈچوں کا اثر باقی ہے وسعت کا جزو ان سب کے خونوں میں ملا ہوا ہے اگرچہ وہ ظاہرا ہماری ہاں میں ہاں ملاتے ہیں لیکن اُن کے دل تو آخیر ڈچ ہی ہیں کیسا ہی باغی ہو وہ اُسکی رہائی پر زور دیتے ہیں اور اخیر اُسے چھوڑ دیتے ہیں۔ ایک عجیب کشمکش ہے ایک طرف تو فطرتی انصاف مجبور کرتا ہے کہ اپنے بھائی ہم قوم اور ہم وطن کو اگرچہ اُس نے کیسا ہی جرم کیا ہے چھوڑ دینا چاہئے اور دوسری طرف انگریزی قانون آنکھیں دکھا رہا ہے کہ جو کچھ اور سار اکبر ہے اور ہینگنگ میں رعایا نے بغاوت کا کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا بوئروں کو خبریں پہنچائیں نے پہنچائیں سامان حرب انہوں نے دیا غرض کیا کچھ نہیں کیا اور پھر ایسے باغیوں کو سزا نہ دینے کے یہ معنی ہیں کہ وفادار رعایا تاج برطانیہ کے جی چھوٹ جائیں گے اور انکی کمریں ٹوٹ جائینگی جو کچھ فوجی افسر اس وقت میدان جنگ میں کر رہے ہیں یہ انہیں زیبا نہیں ہے انہیں چاہیے کہ باغیوں کو سخت سخت سزائیں دیں تاکہ دیکھنے والوں کو عبرت ہو۔ خواہ مخواہ باغیوں کا بوجھ مجسٹریٹوں پر ڈالنے سے کیا کام نکلتا ہے

گورنمنٹ کا پورا ارادہ ہو گیا ہے کہ محکمہ جنگ میں اس سرے سے اُس سرے تک تبدیلی کر دی جائے اُس کا منشا ہے کہ ایک شاہی کمیشن مقرر کی جائے جو محکمہ جنگ کی پوری تحقیق کرکے تجھے میں کے بعد حسب دلخواہ تبدیلیاں عمل میں آئیں۔

کمبرلے کی رہائی نے تو لیڈی اسمتھ کی فوج میں جان ڈالدی اور اُنھوں نے اس جوش و خروش سے خوشی منائی کہ بیان نہیں کیا جاتا اگرچہ اب تک محصور ہیں لیکن ان میں تو تازہ جان آگئی۔ بس کوئی دن جاتا ہے کہ لیڈی اسمتھ بھی چھوٹی۔ جنرل بولر کی لگاتار کوششیں ہو رہی ہیں عنقریب لیڈی اسمتھ کو چھڑا دیں گے۔ آج صبح تمام میں خبر آنے والی ہے کہ لیڈی اسمتھ پر بوئروں کو شکست ہوئی اور جنرل بولر نے جنرل وائٹ صاحب کے ساتھ کھانا کھایا۔ لارڈ رابرٹ صاحب نے جو بوئروں کی کمک میں ایک ڈک رسید کیا ہے وہ مدت تک یاد رکھیں گے اور سچ ہے کہ اس ڈک نے اُن کے بہت سے کس بل نکال دئے اور بہت سی لڑائیوں کا خاتمہ بھی ہو گیا۔ بوئروں کا بے تحاشہ کمبرلے سے بھاگنا اس بات کی شہادت دیتا ہے کہ بس ان کے قدم اکھڑ گئے اور اب وہ ایک جگہ جم کے ہرگز نہ لڑیں گے۔ بایں ہمہ گورنمنٹ انگلستان نے اورینج فری اسٹیٹ والوں پر رحم کیا ہے اور اُنہیں بذریعہ اعلان اطلاع دی ہے کہ برطانیہ عظمیٰ جانتا ہے تم اپنی مرضی سے میدان جنگ میں ہمارے مقابل نہیں آئے ہو صرف دولت انگلستان فری اسٹیٹ کو الزام دیتی ہے کہ اُس نے جنگ کی حالانکہ ہماری اُسکی قدیم دوستی تھی اور ہم نے اُسے آزادی کی سند دے رکھی تھی احسان فراموشی میں اُس نے ذرا بھی پس و پیش نہیں کیا اور ہمارے کل احسانات کو بالائے طاق رکھ کے آمادہ پیکار ہو گئی۔ بریں عقل و دانش ببایدگریست لارڈ رابرٹ اس اعلان میں فرماتے ہیں کیونکہ اعلان آپ ہی کی طرف سے دیا گیا تھا کہ جو لوگ جنگ کو ختم کرنے کی خواہش رکھتے ہیں وہ ہرگز گھبرا کے باہر نہ نکلیں اُس سے آگاہ کر دیا جاتا ہے کہ انگریز انہیں ہرگز نہیں تکلیف دیں گے۔ ہم اس شخص کی حفاظت کے بالکل ذمہ دار ہیں جو امن سے رہنا پسند کرے اور بوئروں کو یہاں کی خبریں نہیں پہنچائے۔ ہم نے سپاہیوں کو ممانعت کر دی ہے کہ وہ پرائیویٹ گھروں میں قدم بھی نہ رکھیں اور ہم نے احکام نافذ کر دئے ہیں کہ اچھے امن پسند لوگوں کو انعام بھی ملے گا اور افسران کی خدمات کی قدر فرمانے کے ذمہ دار ہیں۔

لندن سے پانیر کے نامہ نگار نے لکھا ہے کہ کیپ میں جو کچھ بھی شکستیں ہوئیں ان کا الزام سب سے پہلے تو لارڈ لینسڈون اور جلسہ وزراء پر ہے کیونکہ اُنہوں نے کچھ بھی تیاری فوج روانہ کرنے کی نہیں کی جا بجا انہیں پے درپے جتایا گیا کہ دیکھو ہوشیار رہو جا بجا بہی فوج کی ضرورت پڑے گی جتنی جلد ممکن ہو کر لو۔ لیکن اُنہوں نے ایک نہ سنی اور اگر کہتے ہیں تو یہ کہہ دو جنگی تیار ہیں جس وقت حکم ہو جائے گا سارا روانہ کر دیا جائیگا لارڈ لینسڈون نے یہ فضول جواب دیا۔ ہم کیا کریں ہم سے جتنی فوج کہی گئی تھی ہم نے روانہ کر دی ہم سے بیان کیا گیا بس اسیقدر فوج کافی

ہوگی نٹال کی حفاظت کرنے کو زیادہ فوج کی ضرورت نہیں ہو۔ اور جب وقت آکے پڑا تو گورنمنٹ نے زور دینا شروع کیا کہ ابھی فوجیں تیار ہوں اور ابھی روانہ ہوں بھلا یہ نہ سوچا کہ یہ کچھ کھیل ہے اور یہی کیسا نہیں، انگلستان جیسے شہر میں کثیر فوج کی باربرداری کا انتظام کیونکر ہو سکتا تھا۔ اور دوسرے یہ بات بھی تھی کہ اگر اس وقت ہم جنگ کی تیاریاں کرتے تو یہ دونوں جمہوری سلطنتیں ضرور یہ خیال کرتیں کہ ہم ان کو پامال کرنے کے لئے آمادۂ جنگ ہو رہے ہیں۔ وہ فی الفور ہم پر گر پڑتے اور پیشتر اس کے کہ ہم ان کے مقابلہ کے قابل ہو جاتے ہمیں سخت صدمہ پہنچاتے۔

جو الزامات کہ محکمہ جنگ پر لگائے گئے کہ اس نے فوج بھیجنے میں دیر کردی ان کا جواب لارڈ لینسڈون نے بہت ہی خوب دیا۔ انہوں نے فرمایا کہ گزشتہ سال کے موسم گرما میں جو کارروائی ہوئی تھی اس سے امید بندھی تھی اور یہ خیال ہو گیا تھا کہ ہر قضیہ صلح اور امن کے ساتھ طے ہو جائے گا جنوبی افریقہ کی جمہوری سلطنتوں نے ایک تجویز کے بعد دوسری تجویز ہمارے پاس بھیجی جن میں کچھ بھی جنگ کی بو نہیں آتی تھی۔ ایسی حالت میں کہ معاملات صلح پسندی سے ہو رہے تھے کیونکر ممکن تھا کہ ہم اپنی محفوظ فوج طلب کرتے اور افریقہ روانہ کرنی شروع کر دیتے اگر ہم ایسا کرتے تو ہم پر سخت الزام لگتا کہ ہم جنگ کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں نہایت عقلمندی کا مشورہ دیا گیا تھا اور وہ مشورہ فی الحقیقت نہایت پسندیدہ تھا کہ ہم بطور امداد کے کچھ فوج افریقہ روانہ کر دیں کہ اگر ضرورت ہو تو کام آئے اور اپنی سرحد کی حفاظت کر سکے۔ اس کے ساتھ میں یہ بھی بیان کرنا چاہتا ہوں کہ محفوظ فوج کی طلبی اور ضرورت کا کوئی شمار ہی نہیں کیا گیا، اور جنگی ممبروں کو گورنمنٹ نے بار بار یہی یقین دلایا کہ محفوظ فوج بالکل تیار ہے ضرورت کے وقت فوراً روانہ ہو جائیگی۔ پھر لارڈ لینسڈون نے یہ کہا کہ ہمیں یہ مشورہ دیا گیا تھا کہ ہم تھوڑی سی محفوظ فوج بھیج کے دونوں نو آبادیوں کی حفاظت کرلیں۔ ہم اسی خیال میں رہے اور وہاں بوئروں نے نصف نٹال اور کیپ کالونی کے تمام شمالی حصہ پر قبضہ کرلیا۔

کرونجی کی جان بھی شکنجہ میں آگئی ہے۔ کمبرلے سے کیا محاصرہ اٹھایا کہ وہ تباہی میں پھنس گیا۔ لیکن اب تک جتنی خبریں آئی ہیں وہ عجیب پریشان ہیں۔ اخبار ڈیلی نیوز کو پہلے تو ایک وزیر کے بیان سے یہ معلوم ہوا کہ جنرل کرونجی سخت مایوسانہ حالت میں گھبرا گیا ہے پھر یہ خبر آئی کہ اپنی پانچ ہزار فوج کے ساتھ بکثرت سامان حرب اور باربرداری کے بحفاظت دریائے ماڈر کے پار ہوگیا۔ پھر خبر آئی کہ نہیں گھیر لیا گیا۔ غرض ایسے ہی متضاد بیان ہیں جن سے واقعہ کی اصلی حقیقت نہیں کھلتی بہرحال جو کچھ ہے وہ یہ ہے کہ بوئروں کے قدم اکھڑ گئے ہیں اب تمیز انگلستان کا پورا قبضہ ٹرانسوال اور آرینج فری اسٹیٹ پر پڑ گیا ہے۔ ایک مراسلہ ڈیلی نیوز کے پاس آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ کولینسو کی جس جانب بیٹھے ہوئے تھے سب پر جنرل بولر نے قبضہ کر لیا ہے ہماری جنگوں پر بھی انگریزی پہرہ اڑا دیا گیا ہے۔ ایک حکم جاری ہوا ہے جس میں تمام پنشن یافتہ سپاہیوں کو وطن کی خدمت کے لئے دوبارہ طلب کیا گیا ہے اور انہیں بطور خرچ بارہ پونڈ ملیں گے۔ انجینئروں نے دریائے ماڈر سے کمبرلے تک پھر ریل بنالی اور پہلی ٹرین کوئلوں سے لدی ہوئی ۱۰ فروری کی شب کو کمبرلے پہنچ گئی۔ فوج کی خورد و نوش کا سامان برابر بھرا ہوا چلا جاتا ہے۔ سنا گیا ہے کہ دس ہزار فوج کورنجی کی مدد کو اور بھی آئی ہے۔ اس کی تصدیق ہو گئی کہ بوئروں نے پہاڑی ہینگوانی کو خالی کر دیا۔ چونکہ جنرل بولر کی فوج کو پناہ کے مقامات اچھے مل گئے تھے۔ اس لئے نقصان بہت ہی خفیف ہوا۔ بوئروں کے مراسلہ کے بموجب بیان کیا جاتا ہے کہ بوئروں نے وائٹ نائز کے انگریزی فوج میں سے ایک سو چالیس سپاہی گرفتار کئے جن میں ۴۴ مجروح ہیں۔ کمبرلے کی رہائی پر ۱۲ اور ۱۶ فروری میں حسب ذیل نقصانات ہوئے۔ دو لیفٹننٹ مقتول، تین لیفٹننٹ اور دو کپتان مجروح۔ لارڈ رابرٹ نے تار بھیجا ہے کہ کمبرلے میں جنرل فرنچ کی فوج کو برابر سامان رسد بہم پہنچایا جاتا ہے۔ جنرل مارٹ نے خفیف جنگ کے بعد کولینسو پر بھی قبضہ کر لیا۔ واٹرول ڈرفٹ پر ۱۵ فروری کو دو لیفٹننٹ اور ۲۰ سپاہی مجروح ہوئے۔

۲۰ فروری کو جنرل بولر تار دیتے ہیں کہ مارٹ صاحب دریائے تگالہ سے عبور کر رہے ہیں اور غنیم بے تحاشہ بھاگا چلا جاتا ہے۔ ریلوے کی دوسری جانب ایک مورچہ پر قابض ہیں لیکن وہاں بہت ہی کم۔ میں جنرل بولر جارنر فارم سے تار دیتے ہیں کہ ۱۵ اور ۱۶ تاریخوں میں جو نقصانات ہوئے وہ ذیل میں درج ہیں۔ کپتان ہرنے ولیسٹ برکشائر سمیت ۱۰ سپاہیوں کے مقتول چار کپتان اور تین لیفٹننٹ اور ایک سو باون سپاہی مجروح۔

لارڈ ولسلے کے پاس حضور ملکہ معظمہ قیصر ہند کی ایک چٹھی آئی ہے جس میں حضور قیصرہ فرماتی ہیں کہ میں اپنے پرانے سپاہیوں اور افسروں سے اپیل کرتی ہوں کہ وہ ایک بار اور بھی فوجی ملازمت صرف ایک سال کے لئے قبول کر کے اپنے وطن کی حفاظت پر کمربستہ ہوں۔ بدولت اقبال کو ان کی وفاداری پر جو انہیں تاج برطانیہ اور تخت انگلستان سے ہے کامل بھروسہ ہے۔ ان پرانے سپاہیوں کی بٹالینوں کا نام شاہی محفوظ بٹالن رکھا جائیگا۔ حضور ملکہ معظمہ کی ۲۴ فروری کی جو ایک تقریر کافی ہے کہ حضور نے ایک ہزار پونڈ ہندوستان کے مجروحوں کی اعانت کے لئے مرحمت فرمائے دو سو پچاس گنی حضور شہزادہ ویلس نے اور پرنسز آف ویلس نے سو گنی اور ڈیوک اور ڈچز نے سو سو پونڈ عنایت کئے۔

لارڈ رابرٹ صاحب بہادر کی درخواست پر چالیس خاص افسر اور بھی کیپ روانہ کئے گئے ہیں۔ اخبارات میں یہ خبریں شائع ہوئی ہیں کہ جب کورنجی میجر سفونٹین سے روانہ ہوا تو پانچ ہزار آدمی جنگاوری توپیں بکثرت سامان رسد لئے ہوئے چلا اور اپنی باقیماندہ فوج کو بحفاظت بچا کے لیگیا۔ اور اسکی تمام فوج دریائے ماڈر سے اتر گئی۔ جو انگریزی فوج کورنجی کی گرفتاری کے لئے بھیجی گئی تھی وہ بہت ہی دیر میں پہنچی۔ غنیم کی عقب کی فوج کو انگریزوں نے جا لیا خوب ہی گھمسان کی لڑائی ہوئی مگر وہ گرفتار نہ ہو سکے اور بھاگ کے اپنی فوج میں مل گئے۔ دوسرے دن تک برابر تعاقب ہوتا رہا۔ ۱۷ فروری کو انگریزی فوج نے میجر پیڈی کی ماتحتی میں کوڈوڈال پولس پر حملہ کیا مگر بوئروں نے اس حملہ آور فوج کو پسپا کر دیا۔ کرنیل ہانچ وائٹ بھی اسٹروکرا اور ۱۸ سپاہی مجروح ہوئے اور کپتان فرنچ اور ۲ سپاہی غائب ہیں۔ ۲۰ فروری کو پیٹر میرٹزبرگ سے ایک مراسلہ آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ ۱۸ تاریخ کی جنگ میں غنیم کا کمان افسر فریرا مارا گیا۔ پریزیڈنٹ اسٹائن خبر دیتا ہے کہ کوڈوس رینڈ میں ۱۸ و ۱۹ فروری کو برابر جنگ جاری ہے اور بوئروں نے اس انگریزی فوج کو جو کورنجی کے سامان کو گھیرے جا رہی تھی پسپا کر دیا ہے۔ جنرل ڈی ویٹ رپورٹ کرتا ہے کہ بوئروں نے پاڈوے برگ اور کوڈوسرنڈ کے درمیان چند پہاڑی مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ اور انگریزی فوج کے چالیس آدمی قید کر لئے۔

۱۸ فروری کو جنرل بولر چاولری سے تار دیتا ہے کہ آج دریائے ماڈر سے ہیوں کا پل بنا کے پانچویں ڈویژن نے عبور کیا اور دشمن کی عقب کی فوج کو وہاں سے نکال لیا اور بحری توپوں سے منٹیکل کو توپوں

کو خاموش کر دیا۔ لارڈ رابرٹ نے پارڈی برگ سے ۲۰ فروری کو تار برقی بھیجی ہے جس میں لکھا ہے کہ جنرل ناکس اور جنرل میکڈونلڈ ۱۸ و ۲۰ کی لڑائی میں مجروح ہوئے۔ مگر اسکی کچھ تفصیل نہیں بیان کی کہ کیونکر مجروح ہوئے اور کیا جنگ ہوئی۔ اور پارڈی برگ کی جنگ میں جو نقصانات ہوئے وہ حسب ذیل ہیں نو افسر مقتول۔ ۲۹ مجروح اور ایک افسر غائب۔ سپاہیوں کے نقصانات کی کوئی تفصیل نہیں کی گئی۔ مقام مذکور پر جو نقصانات ہوئے اُنکے مزید حالات معلوم ہوئے ہیں۔ سات لفٹنٹ دو کپتان مقتول۔ ۱۵ لفٹنٹ۔ ۱۰ کپتان اور دو میجر مجروح اور ایک کپتان غائب ہوگئے جو نقصانات کہ ویلش اور اسکس کی رجمنٹوں میں ہوئے اُنکا کچھ حال ابھی نہیں معلوم۔ کوبیٹو پر بڑی بھاری شدید جنگ کی امید کیجاتی ہے اب انگریزی فوج اُن پہاڑیوں پر قابض ہوگئی ہے جہاں سے لیڈی سمتھ صاف دکھائی دے رہا ہے۔ اخبار کیپ آرگس کے پاس ایک مراسلہ آیا ہے جس میں لکھا ہے کہ کرونجی کو گھیر لیا ہے اور اس پر آتش باری کی جا رہی ہے اور وہ سخت پریشان ہے پارڈی برگ سے جو ۲۰ فروری کو مراسلہ آیا ہے اُس میں لکھا ہے کہ جنرل کیلی کینی نے بمقام کوڈس رینڈ کرونجی کی فوج پر حملہ کیا سارے دن جنگ رہی زمین ایسی دشوار گذار تھی کہ اُس پر چڑھنا ہلاک ہونا تھا۔ انگریزی فوج کے نقصانات سنگین ہوئے۔ یکشنبہ اور دوشنبہ کو برابر ہم دشمن پر پچاس بحری توپوں سے گولہ باری کرتے رہے۔ اخیر کرونجی نے سہ شنبہ کو التوائے جنگ کی درخواست کی اور اسکا اعتراف کیا کہ آٹھ سو بور مقتول ہوئے۔ ۱۹ فروری کو پارڈی برگ سے مراسلہ آیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ انگریزی فوج نے بوروں کے ایک مورچہ کو فتح کر لیا اور پچاس بور قید کر لئے۔ ۱۹ فروری کو جنرل بولر کے نقصانات حسب ذیل ہیں ایک کپتان مقتول دو لفٹنٹ اور ۱۰ سپاہی مجروح۔ ۲۱ تاریخ کو لارڈ رابرٹ نے پارڈی برگ سے مراسلہ بھیجا ہے جس میں وہ لکھتے ہیں کہ جب میں نے دیکھا کہ کرونجی پر حملہ کرنا اور اسے پامال کرنا محض ناممکن ہے تو میں نے یہ فیصلہ کر لیا کہ اُس امدادی فوج کی طرف اپنی توجہ مبذول کروں جو اُسکی امداد کے لئے آرہی ہے چنانچہ بوروں کی فوج کو جو مدد کے لئے آرہی تھی جنوب کی طرف سے ادھر اُدھر تتر بتر کر دیا۔ پچاس بور سپاہی قید کر لئے۔ ان کا بیان ہے کہ ہمیں لیڈی سمتھ سے آئے ہوئے دو روز گذرے ہیں ہماری طرف ایک کپتان ایک لفٹنٹ اور چار سپاہی خفیف مجروح ہوئے۔ مگر جنگ رینسبرگ کے نقصانات کی جو تفصیل بیان کی ہے وہ حسب ذیل ہے دو لفٹنٹ ایک میجر اور ۱۵۰ سپاہی غائب یا قید کر لئے گئے اور پارڈی برگ کے نقصانات میں دو لفٹنٹ اور ایک کپتان کو اور بھی شریک کرنا چاہیئے۔ یہ خبر اُڑا دی گئی تھی کہ دوسری دول یورپ بیچ میں پڑ کے کچھ تصفیہ کرانا چاہتی ہیں مگر لارڈ سالسبری نے مجلس امرا میں اسکی تردید کر دی کہ کسی دولت یورپ سے ہمارے اور بوروں میں صلح ہو جانے کے بارے میں گفتگو نہیں ہو رہی ہے۔

لارڈ کچنر صاحب بہادر نے مہلت جنگ دینے سے انکار کر دیا اور صاف کہلا بھیجا کہ یا تو ہتھیار رکھدو اور نہیں اخیر تک لڑے جاؤ۔ یہ سُن کے کرونجی نے پھر جنگ شروع کی۔ دشمن اگرچہ گھبرا ہوا ہے لیکن بڑی دلیری سے لڑ رہا ہے۔ آٹھ ہزار فوج کرونجی کے ماتحت ہے۔ بہت ہی دھواں دھار جنگ ہو رہی ہے۔ اب بڑی دلچسپ بات دیکھنے کی یہ ہے کہ لارڈ کچنر نے کرونجی کو کیوں نہیں مہلت جنگ دی حالانکہ فاضل مصنف ہال نے اپنی کتاب انٹرنیشنل لا (قانون بین الاقوام) میں اسکی صراحت سے توضیح کر دی ہے۔ اس قانون کا یہ منشا ہے کہ جب مہلت جنگ غنیم مانگے تو ضرور دیجی جائے اور اس عرصہ میں تمام چیزیں اپنی جگہ پر قائم رہیں گی ان میں خفیف سی حرکت بھی نہیں ہونے کی۔ لارڈ کچنر یہ کہہ سکتے ہیں کہ موقع اسکا مقتضی نہ تھا کہ دشمن کو مہلت دیجاتی یا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس مہلت سے دشمن شاید کوئی چال کرتا۔ مگر یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کیونکہ قانون بین الاقوام میں جو دفعہ مہلت دینے کے بیان میں ہے اُس میں یہ لکھا ہے کہ نہ وہ فوج جس نے مہلت جنگ مانگی ہے حملہ کر سکتی ہے اور نہ مہلت دینے والے اپنا سامان حرب یا ترتیب افواج کو درست کر سکتے ہیں۔ اس مہلت جنگ میں زیادہ تر مردے دفن کئے جاتے ہیں یا مریضوں کو علیحدہ شفاخانے پہنچایا جاتا ہے جب غور سے دیکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ کرونجی کو ان دونوں باتوں کی ضرورت نہ تھی وہ صرف ایک چال چلا چاہتا تھا اور اُسکی چال اگر چل جاتی تو انگریزی فوج کے لئے بہت ہی خطرناک ہوتی۔ یہی وجہ تھی کہ لارڈ کچنر نے مہلت نہیں دی۔

جب انکار کر دیا گیا تو بوروں کو جوش آگیا وہ نہایت خطرناکی سے لڑ رہے ہیں۔ کمبرلی کی فوج نے چاہا تھا کہ اُس گھیرے میں گُھس کے جو دشمن نے بنایا ہے اُسکی فوجوں کا قلع قمع کر دیں لیکن کامیاب نہ ہو سکے اور غنیم نے پسپا کر دیا۔ بم کے گولوں سے جو انگریزی فوج مار رہی ہے بوروں کے چھکڑوں میں آگ لگ گئی اور شب کو اس قدر شعلے اُٹھے کہ اسی روشنی میں پھر انگریزی فوج نے گولہ باری شروع کر دی اور ساری رات برابر گولے برستے رہے۔ لارڈ میتھون رپورٹ کرتے ہیں کہ دانہ اور چارہ کمبرلے پہنچا دیا گیا اور اب اتنے گولے جمع ہو جائیں گے کہ کانیں کُھل جائیں گی۔

کوڈس رینڈ ڈرفٹ پر یکشنبہ کو انگریزی فوجوں کا سنگین نقصان ہوا جب کہ ایک عام جنگ شروع ہو گئی تھی۔ دشمن نے اس شدت سے گولہ باری کی کہ ہماری فوج زمین پر لیٹ گئی اور ایسی بے تاب ہو گئی کہ تمام دن جنبش نہ کر سکی۔ دوشنبہ کو لارڈ رابرٹ صاحب بھی پہنچے اور پھر گولہ باری شروع ہو گئی۔ سہ شنبہ کو نصف دن تک جنگ ملتوی رہی لیکن کرونجی کے انکار اطاعت پر پھر گولہ باری شروع ہو گئی۔ تمام توپخانوں سے معہ بحری توپوں کے یکساں آگ برسنی شروع ہوئی اور جنرل فرنچ نے مشرق کی طرف سے بوروں کو دبانا شروع کیا۔ ایک ہزار گز سے گولوں کی برابر بارش ہونے لگی اور آسمان میں قیامت بن گیا۔ پارڈی برگ میں انگریزی فوج کے صرف ۲۰۰ مقتول و مجروح ہوئے۔ انگریزی فوج کا فورٹ ولی پر بھی قبضہ ہو گیا جو اصل کولینسو کے سامنے واقع ہے ۲۰ اور ۲۱ تاریخ کو جنرل بولر کا حسب ذیل نقصان ہوا۔ دو کپتان دو لفٹنٹ مقتول اور تین لفٹنٹ دو کپتان مجروح۔ بیس سپاہی مقتول اور ۹۱ مجروح۔

نیشنل ریویو میں ایک مضمون شائع ہوا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے چونکہ ہمارے سپہ سالار بوڑھے ہیں اس لئے ہمیں شکستیں ہوتی ہیں۔ پہلے ہم ذیل میں اپنے کل جنرلوں کی عمریں لکھ دیتے ہیں۔ پھر اسکی بابت بحث کریں گے۔ جنرل بولر کی عمر ۶۰ سال کی۔ جنرل گیٹیکر ۵۰ لارڈ میتھون ۵۵۔ لارڈ کلیمنٹ ۵۸۔ جنرل فرنچ ۴۸ جنرل کیلی کینی ۶۰۔ جنرل وارن ۶۰ جنرل وائٹ ۶۵ لارڈ رابرٹ ۶۸ لارڈ کچنر ۵۰ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنرل فرنچ سب میں چھوٹے ہیں اور پھر جنرل کچنر ان سے دوسرے درجہ پر ہیں۔ ان دونوں جنرلوں نے بہ نسبت اور جنرلوں کے زیادہ کارنمایاں دکھائے ہیں۔ پھر جنرل فرنچ ہی نے کمبرلے کو خلاصی دلوائی اور جنرل کچنر نے کرونجی کا گھیر ڈال رکھا ہے۔ نیشنل ریویو والا یہ بھی لکھتا ہے کہ امریکہ کی ملکی جنگ میں جن جنرلوں نے کار نمایاں کئے تھے وہ سب نوجوان تھے۔

گرانٹ کی عمر چالیس برس کی تھی جب وہ نیپا پر کمان کر رہا تھا۔ شرمن کی ۴۰ برس کی عمر تھی جب اسے پوٹومک کی فوج کی کمان ملی ہے۔ ہماری سمجھ میں جنرل ربرٹو کا یہ فیصلہ نہیں آتا کہ نوجوان افسر فتحمند ہوتے ہیں۔ جنگ میں جسمانی قوت اور جوش کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ جنگ میں تجربہ کی حاجت ہے۔ بوڑھے جنرل چونکہ بہ نسبت جوانوں کے زیادہ تجربہ کار ہوتے ہیں اس لئے انہیں جوانوں کے مقابلہ میں کامیابی بھی ہوتی ہے۔ تجربہ ایک زبردست عملی تعلیم ہے جو کتابوں میں پڑھنے اور نقشوں کے دیکھنے سے ہرگز نہیں حاصل ہوتی۔ ہزاروں نظیریں اس کے خلاف موجود ہیں کہ ضعیف بوڑھے سپہ سالار کامیاب ہوئے ہیں مثلاً جب تک لارڈ رابرٹ صاحب بہادر میدان جنگ میں نہیں آئے جنگ کا رنگ نہیں بدلا حالانکہ سب سے بڑی عمر کے جنرل ہیں۔ ادہم پاشا فاتح یونان یونانی سپہ سالاروں سے بڑی عمر کا تھا پھر کیوں یونانی جنرل خرگوشوں کی طرح اس کے آگے سے بھاگتے رہے۔ جنگ میں تجربہ کی ضرورت ہے اور بس۔

جنگ کی بہت ہی گرم گرم خبریں آ رہی ہیں جب سے موڈر جنگ شروع ہوا ہے ایسی خوفناک خبریں کبھی نہیں آتی تھیں۔ مقام کوڈس ڈرفٹ پر وہ غضبناک جنگ ہو رہی ہے کہ الاماں ۱۵ فروری کو جنرل کیلی کینی کے پہنچتے ہی جنگ میں اور بھی جان پڑ گئی اور گولوں کی بوچھار شروع ہوئی گھوڑ چڑھی پیادہ فوج نے غنیم کی عقب کی فوج کو چھیڑ دیا دوسری فوجوں نے شمالی کنارہ دریا کو پار کیا اور پیادہ فوج نے دوسری طرف سے کئی مورچوں پر قبضہ کر لیا۔ ہائی لینڈرس نے جب زور دیا اور ایک میل بڑھے چلے گئے جنرل نکس جانب راست اور عقب کی طرف حملہ آور ہوئے۔ اسمتھ ڈارن اور ڈی برگ ڈرفٹ کو لے کے بائیں جانب نکل پہنچ گئے۔ صبح سے جنگ شروع ہوئی اور شب تک برابر اسی تندی سے ہوتی رہی۔ رات ہونے سے توپوں کی گرج میں کچھ کمی ہوئی تھی کہ غنیم کے چھکڑوں میں آگ لگنے سے پھر اس گرج میں پہلے سے بھی زیادہ خوفناک کڑک شروع ہوئی اور گولوں کا مینہ برسنے لگا۔ توپوں کی گرج، گولوں کا اندھا دھند برسنا اور پھر گرمی کی شدت نے میدان کارزار کو میدان کرب و بلا بنا دیا۔ پیاس سے حلق میں کانٹے پڑے جاتے تھے اور ہونٹوں پر پپڑیاں جمی جاتی تھیں۔ زمین بالکل جلی ہوئی تھی۔ اس سے انگریزی فوج کا بہت ہی نقصان ہوا۔ انگریزی فوج کے حصہ نے خطرناک کوشش کی کہ غنیم کے گھیرے میں جا کر اس کو چھکڑوں سے نکال دے گھس جانا چاہا مگر وہ سخت نقصان اٹھانے کے بعد واپس پھرا۔ دشمن نے جنوبی کنارہ کے ایک مورچہ پر قبضہ کر لیا ہے۔ بکنارہ آب تک چلا گیا ہے اور انگریزی فوج کی آمد کے دو راستوں کو کاٹ ڈالا ہے اور چند توپوں سے اس مہلک صورت سے گولہ باری کر رہا ہے کہ الحفیظ۔ قطعی ناممکن تھا کہ غنیم کو اس کے مقام سے ہٹایا جاتا اس لئے صرف گولہ باری ہی پر قناعت کی گئی ہے۔

دوشنبہ کو دوپہر کے وقت جنرل فرینچ اور جنرل ماہٹ آ کے پہنچے اور کرونجے نے لکھ کے بھیجا کہ مجھے سارے دن کی مہلت دی جائے صاف انکار کیا گیا کہ مہلت ہرگز نہیں دی جائے گی۔ پھر کرونجے نے کہلا بھیجا کہ مہلت نہ دینے کا کام کس قدر انسانیت کا ہے خیر اگر مہلت نہیں دی جاتی تو میں اطاعت قبول کرتا ہوں کیونکہ سوائے اطاعت قبول کرنے کے اور کوئی چارہ ہی نہیں ہے۔ جب کچنر صاحب نے یہ سنا تو اس اطاعت قبول کرنے کی شرط طے کرنے کے لئے غنیم کی طرف بڑھے اور اس سے ملاقات کرنی چاہی لیکن فوراً ایک مراسلہ پہنچا جس میں یہ لکھا تھا کہ غلطی کی وجہ سے ایسا ہوا کرونجے ہرگز ہتیار نہیں ڈالنے کا اور وہ اخیر دم تک جنگ کرے گا۔ یہ خبر سنتے ہی لارڈ کچنر چوکنے ہوئے اور اپنے کیمپ میں واپس چلے آئے اور انہوں نے توپوں کو اس صورت سے قائم کیا۔ جانب جنوب ہتیار روان۔ باسٹھواں اور پچھترواں توپخانہ قائم کیا اور ۶۵، ۷۶، ۸۱، ۸۲ نمبر کا میدانی توپخانہ شمالی کنارہ کی طرف کیا۔ جب توپخانوں کی اس صورت سے ترتیب ہو گئی تو غضبناک بارش گولوں کی ہونے لگی۔ غنیم کے سپاہی چوہوں کی طرح سے بھٹنے لگے۔ دشمن نے دریا کی ریت میں پناہ لی ہے مگر ہزارہا گولوں کی بوچھار وہاں بھی نہیں چھوڑتی۔ بڑی بڑی جنگاوری کی بھاری توپیں جب صرف ایک ہزار گز سے ماریں تو پھر بھلا ان کی کہاں پناہ ہو سکتی ہے مگر یہ سارا خوفناک طوفان سہ شنبہ کی شب کو امن اور خاموشی کے ساتھ تبدیل ہو گیا۔ سپاہیوں نے آرام کیا اور بالکل خاموشی چھا گئی صرف چھکڑوں کی لکڑیوں کے چٹخنے کی جن میں آگ لگ چکی تھی کبھی آواز سنائی دیتی تھی۔ غنیم کی مدد کو پہنچ گئی تھی مگر جنرل فرینچ نے اس پر حملہ کیا ان میں سے ایک سو پچاس گرفتار کر لئے اور باقی کو تتر بتر کر دیا۔

دوشنبہ اور سہ شنبہ کو جنرل برابنٹ نے ہنگ وین اور ماونٹ کرسٹوی کی پہاڑیوں پر قبضہ کر لیا لیکن دشمن کے پانسو سپاہیوں کو شمالی مورچہ سے نہیں نکال سکے۔ ہیلنو ڈرفٹ سے ابھی تک غنیم کا پل پرے نہیں ہوا ہے۔ اس کی جنگاوری توپیں جو ادہر اودہر حرکت کر رہی ہیں ان کے تمام کی خبر پہنچی ہیں۔ بوروں نے مقام نیترپ کے پاس پہاڑی کے بلند حصوں پر قبضہ کر لیا ہے اور جنرل بولر کے بڑھنے کی بڑی بڑی توپوں اور بندوقوں کی آگ سے مزاحمت کر رہے ہیں۔ جنرل بولر کی رفتار میں سستی آ گئی ہے۔ ۲۰ فروری کو ریوٹر اپارڈی برگ سے تار آیا ہے کہ شب بھر برابر گولہ باری ہوتی رہی اور آج تک اس کا سلسلہ جاری ہے۔ خبر آئی ہے کہ دو ہزار بور شمال کی طرف سے پھر جمع ہو رہے ہیں۔ جنرل فرینچ نے غنیم کے ڈیڑھ سو آدمی اور گرفتار کر لئے ۱۹ فروری کو مقام کلپ کرال پر انگریزی فوج کے نقصانات حسب ذیل ہیں۔ تین لیفٹننٹ ایک کپتان اور ایک کرنیل اور پچاس سپاہی مجروح ہوئے۔

متفرقات

وزیر ہند نے مسٹر جے ایم میکلین کے سوال کا جواب دیتے وقت بیان کیا کہ جب تک امیر سے مشورہ نہ کر لیا جائے ہم کوئی ایسی کمیٹی جو روسی انگریزی ریلوں کی بابت گفتگو کرے مقرر نہیں کر سکتے۔ امیر کی مرضی یعنی ناگزیر ہے اور بغیر ان کی صلاح کے کچھ نہیں ہو سکتا ہے

بحری کا نڈیا ایجنٹ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ کوئی روسی گنتی جہاز خلیج فارس میں آیا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر کوئی جہاز آتا تو مجھے اس کی پہلے اطلاع ہوتی۔

لکھنؤ میں ایک حادثہ واقع ہوا تین آدمی چڑیا بہٹیہ کو شکار کھیلنے گئے تھے وہ شکاری اور ان کے ساتھ تھے تین آدمیوں میں سے ایک کا نام احمد اللہ تھا اور ایک کا نام گبن تھا مگر مراجعت کے وقت جب گبن واپس نہ آیا تو یہ سمجھا کہ دوسری طرف شکار کھیلنے نکل گیا ہے جب معمول سے زیادہ دیر ہو گئی تو اسے تلاش کیا گیا تو وہ ایک جگہ مردہ پڑا ہوا ملا اس کی پشت سے گولی پار نکل گئی تھی اس کی بندوق کا اور اس کی دوسری چیزوں کا پتہ نہیں تھا۔ احمد اللہ کا نام معلوم ہوتا ہے یقینی وہی اس کا قاتل ہے کیونکہ احمد اللہ بہت بڑا ڈاکو ہے اس کا پتہ نہیں کہ کہاں چلا گیا مقتول کے رشتہ داروں نے اس کی گرفتاری کے لئے انعام شائع کیا ہے۔

عقد کی ضرورت کا اشتہار

خدائی احکام پورے کرنے کے لئے عقد کی ضرورت۔ لڑکا جوان ہے اس کی خاندانی ... لڑکی کی عمر پندرہ اٹھارہ سال کے درمیان ہونی چاہیے اور

اسلامی خبریں

لندن کے اخباروں نے یہ شائع کرنا شروع کیا کہ بمعرفت امیر اشارہ سے روسیہ گلگت کے اوپر فوج بھیج رہا ہے۔ اور امیر چاہتے ہیں کہ اس کے ساتھ شامل ہو کر ہندوستان پر حملہ کرادیں امیر کی دلی خواہش ہے کہ ٹرانسوال کی موجودہ مشکلات سے فائدہ اٹھا کے انگریزوں کو ہندوستان پر زک دیں۔ حاجی محمد دہلے نے ان اخباروں کی تحریریں امیر کے پاس کابل بھیجیں۔ اور عرض کیا کہ میں نے اپنا فرض سمجھکر ان اخباروں کا انتخاب جو لندن میں نہایت بازہیں حضور کی خدمت میں پیش کیا ہے کیا حضور عالی جاہ کا یہ منشا ہے کہ روس کو افغانی سرحد سے رستہ دیدیا جائے۔ اور اس طرح سے انگلستان کے ایک دشمن عظیم کی مدد کی جائے۔ اور کیا آپ یہ چاہتے ہیں کہ ایسے نازک موقع پر انگلستان کی سلطنت پر ایک فانی جھٹکا لگائیں۔ جونہی یہ مراسلت امیر عبدالرحمن خاں صاحب کی خدمت میں پہنچی آپ نے فوراً اسکا جواب دیا جس جواب میں جلد انتہا غصہ و جوش لاہوا تھا اور ساتھ ہی حاجی صاحب کا شکریہ بھی ادا کیا گیا تھا کہ آپ نے مجھے ان واقعات کی اطلاع دی امیر صاحب کے جواب کا خلاصہ حسب ذیل ہے "یہ وہ خیالات ہیں جو اڈیٹران اخبار کے دلوں میں خود بخود ہمیشہ پیدا ہوتے رہتے ہیں افغانستان جب تک اس کا ایک بچہ بچہ زندہ ہے کبھی روسیہ کو افغانی سرحدات میں قدم نہیں رکھنے دے گا۔ انشاءاللہ۔ روسی یا انگریز اپنے دلوں سے افغانی سرحدات میں داخل ہونے کا خیال ہی دور کردیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ عجیب شریف بلکہ شریف ترین خیال ہے کہ وہ کسی کے حلقہ بگوش ہونے سے مرجانا بہتر سمجھتے ہیں۔ مسلمانوں میں سے جو مسلمان اپنے ایمان پر جان دے گا۔ اسے یقین ہے کہ مجھے جنت ملیگی۔ ایک پتھر کے نیچے مقتول پڑا رہنا حلقہ بگوشی کی زندگی سے ہزار درجہ بہتر ہے"۔ یہ امیر کا جواب ہے جو انہوں نے حاجی عبداللہ کو لندن بھیجا جتنی بیہودہ افواہیں امیر کی نسبت اڑا رکھی ہیں کہ وہ روسیہ کو رستہ دینا چاہتے ہیں محض بے معنی اور لغو ہیں۔ وہ امیر جس نے اپنی زندگی کا ڈیڑھ قرن روسی مملکت میں صرف کیا ہو اس سے زیادہ روسی پالیسی معاملات کا کون تجربہ کار ہو سکتا ہے۔ ممکن نہیں کہ روسیہ ایک قدم بھی افغانی سرحد میں رکھے اور پھر افغانستان سلامت رہے۔ ابھی یہ خبر شائع ہوئی تھی کہ امیر نے تمام ان سڑکوں اور پلوں کو جو ہرات کی جانب میں گھڑوا کے چھنگوا دیا اور جس پر روسیوں سے مسلح ہونا ہی تھا کہ امیر نے کیوں بیٹھے بٹھائے اپنا نقصان کیا یہ ساری باتیں کسی قدر قبل از وقت معلوم ہوتی ہیں ہر حالت میں امیر انگلستان کا دوست ہے۔

قسطنطنیہ کے ایک خاص مراسلہ سے معلوم ہوا کہ تمام ترکی کو سلطان کی یہ خواہش ہے کہ انگلستان کی جنوبی افریقہ میں فتح ہو جائے ایک وقت تو یہ ترکوں میں انگلستان کی نازک حالت خیال کی جاتی تھی اور یہ معلوم ہوتا جاتا تھا اور یورپ میں انگریزوں کی حالت کمزور ہوتی جاتی ہے کیونکہ ترکی سلطنت کا اس کی ذات کے ساتھ بہت بڑا تعلق ہے اور اسکی کمزوری سے ترکی کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ مگر اب انگلستان کی فتح سے سلطانی محل میں بہت ہی اطمینان ظاہر کیا جاتا ہے اور ترکوں کی بہمہ وجوہ توجہ روس کی جانب مائل ہے جو ایران اور وسط ایشیا میں اپنی حکمت عملی کا جال پھیلا رہا ہے۔ ایسے موقعوں پر اگر ترکوں نے ذرا بھی غفلت کی تو ان کو بہت بڑا صدمہ پہنچیگا۔ چونکہ ان ممالک کا تعلق زیادہ ترکی کے ساتھ ہے اسلئے اعلیٰ حضرت سلطان اعظم کی توجہ آج کل اس طرف بہت ہی مبذول ہے

امیر عثمان دغمہ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کی گرفتاری کی مختصر کیفیت یہ ہے کہ قبائل سوڈان مشرقی کے ایک شیخ نے اطلاع دی کہ اگر سرکار کو منظور ہو تو میں عثمان کو گرفتار کرا سکتا ہوں۔ خبر ہوتے ہی میجر برگس کی سرکردگی میں دو کمپنیاں مصری فوج کی اور کچھ جنگی پولس کے سپاہی روانہ ہوئے جب یہ کمپنیاں وہاں پہنچیں تو انہیں عثمان کو گرفتار کرنے میں تامل ہوا اخیر صلاح یہ ٹھیری کہ کمپنیوں کو چھپا دیا جائے اور دغا اور فریب سے کام نکالا جائے۔ چنانچہ ایک شیخ نے دعوت کے بہانہ سے عثمان کو بلایا وہ بے تکلف چلا آیا دسترخوان پر کھانے بیٹھا ہی تھا کہ یہ بہادر سپاہی اسپر جھپٹ پڑے اور قید کر لیا۔ اگر اس وقت اس کے پاس تلوار ہوتی تو سنے الواقع اس کا زندہ گرفتار کرنا بہت ہی مشکل تھا پھر وہ فوراً مصر روانہ کر دیا گیا۔ عثمان کی عمر گو ستر سال کی ہے۔ لیکن چہرہ سے شجاعت رعب داب اور جلال ٹپکتا ہے اس کی گفتگو نہایت ہی فصیح ہے عربی لباس پہنتا ہے سر پر عمامہ باندھتا ہے جب وہ سویز میں آ کے ریل کی بند گاڑی میں سوار ہو چکا تو اس کے درجہ میں کنجی لگا دی گئی تو عام طور پر معائنہ کرنے کی اجازت ہر شخص کو مل گئی تھی۔ عثمان دغمہ نے بجذ و پیشانی ہر شخص سے معائنہ کیا اور بالخصوص لیڈیاں تو اس سے معائنہ کرنے کے لئے ٹوٹی پڑتی تھیں۔ ایک اعلیٰ عہدے دار کے ریل میں عثمان دغمہ سے حسب ذیل سوال و جواب ہوئے۔

عہدے دار۔ کیا یہ صحیح ہے کہ تعاشی نے خود کشی کی۔

عثمان۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ جہاد میں شہید ہوا۔

عہدے دار۔ آخری لڑائی میں کیا تم بھی شریک تھے۔

عثمان۔ نہیں میں تعاشی کے زن و فرزند کے ساتھ تھا کیونکہ اس نے مجھے کہدیا تھا کہ تم میرے بچوں کے ساتھ رہو۔ پھر میری تلوار لیکر چلا گیا اور جب تک میدان جنگ میں شہید ہو گیا اس نے تلوار ہاتھ سے نہیں چھوڑی۔

عہدے دار۔ آپ کیونکر قید ہو گئے۔

عثمان۔ مجھے سخت دھوکا دیا گیا اگر اس وقت بھی میرے پاس تلوار ہوتی جب مجھے سپاہ گرفتار کرنے آئی ہے تو ممکن نہ تھا کہ یہ آدمیوں کی بھیڑ ہاتھ ڈالنے کی جرأت ہوتی پھر میں آسانی سے بچ جاتا۔

کہتے ہیں عثمان دغمہ کے پاس بہت سے نئے کپڑے نکلے ہیں اور بیان کیا جاتا ہے کہ جب اسے فرار ہونے کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ زنانہ بھیس بدل کے چل دیا کرتا تھا۔ اور یہی اس چالاکی میں وہ بار ہا کامیاب ہوا ہے۔ ... ان کی محفوظ فوج میں بغاوت کی خبر جو مشہور کی گئی تھی سراسر غلط تھی اس کا اصل واقعہ یہ ہے کہ یہ جو بات مشہور ہے اس بات کا انتظام کر دیا گیا کہ دو بٹالین کا سامان حسب حکم بین میں رکھا رہے جو حکم اس بارے میں ہوا اس کی کوئی تفصیل نہیں کی گئی ان دو بٹالین نے یہ خیال کیا کہ ہماری وفاداری پر کچھ شبہ کیا گیا ہے انہوں نے اپنے شبہات کا اظہار کیا لیکن جب ان سے بالتفصیل بیان کیا گیا کہ اصل وجہ یہ ہے تو وہ مطمئن ہو گئیں اور بعد ازاں اور بٹالینوں کا بھی سامان گودام میں رکھا جانے لگا اتنی سی بات کو بہت ہی مبالغہ آمیزی سے بیان کیا گیا اور اس سے ولایت میں سخت پریشانی پیدا ہو گئی۔ مگر جب سرکاری رپورٹ شائع ہوئی تو تمام وہم اور شبہے دور ہو گئے۔

خدیو مصر طرابلس الغرب کی سرحدات کے معائنہ کے لئے روانہ ہونے والے ہیں۔ خدیو سانڈنیوں پر بالکل سفر طے کریں گے۔ اس سفر میں کل چالیس آدمی ساتھ ہوں گے۔ یہ سفر پانچ ہفتہ کا سمجھنا چاہئے ۲۲ فروری کو کمپنی ہائی لینڈرس قاہرہ سے میدان جنگ میں روانہ ہو گئے ان کی جگہ تیسری بٹالین سیفورتھ ہائی لینڈرس کی آجائے گی۔
